سلسلۂ بزم ادب

نمبر ۱

داغ جگر

مجموعۂ غزلیات جناب علی سکندر صاحب جگر مرادآبادی

مرتبۂ

مرزا احسان احمد بی اے، ال ال بی (علیگ)

باہتمام مولوی مسعود علی ندوی

در مطبع معارف اعظم گڈھ طبع شد

شکریہ

ارباب سخن کو شکایت ہی، کہ جس پایہ کے شعرا گذشتہ زمانہ مین پیدا ہوتے تھے، موجودہ دور شاعری
ان سے بالکل خالی ہی، لیکن ہمارے نزدیک یہ خیال صحیح نہین ہی، اسوقت جو کچھ کمی ہی، صرف
قدردانی اور جوہر شناسی کی کمی ہی، ورنہ اس دور مادّیت مین بھی جبکہ ادبی لطافت کا احساس
تقریبًا مُردہ ہو گیا ہی، ایسے شعرا موجود ہین، جنکے کارنامے گذشتہ شعرا سے کسیطرح کم رتبہ نہین ہین
لیکن موجودہ سیاسی اور مادّی ہنگامہ آرائیون نے انکے روح پرور نغمون کو بالکل دبا دیا
انہی مظلوم ہستیون مین ایک ہمارے دوست حضرت جگر بھی ہین، جنکا ایک ایک حرف ادبی
دنیا کے لیے سرمایۂ ناز ہی لیکن افسوس ہی کہ زمانہ کی سرد مہری اور خشک مزاجی کیوجہ سے
جواہر پارے ابتک تاریکی کے حجاب مین گم تھے، میرا مدت سے ارادہ تھا کہ انکے کلام کا ایک
منتخب مجموعہ ارباب ذوق کیخدمت مین پیش کیا جائے لیکن مصارف طبع کی گرانی سدّ راہ ہوتی تھی
لیکن ہم جناب اقبال احمد صاحب نعمانی بی۔اے۔ ایل ایل۔بی وکیل ہائیکورٹ الہ آباد کے تہ دل سے
ممنون ہین، جنکی فیاضی نے ہمارے تمام مالی مشکلات کا دفعۃً خاتمہ کر دیا، صاحب موصوف حضرت علا
شبلی نعمانی مرحوم و مغفور کے خاص عزیزون مین ہین، اور شعر و سخن سے خاص دلچسپی رکھتے ہین، انکو فخر کرنا
کہ انکی قدرشناسی کیوجہ سے ایک ایسا ادبی سرمایہ ارباب ذوق کے ہاتھ آ گیا جو اردو شاعری کیلیے قیا
تک سرمایۂ ناز رہیگا،

مرزا احسان احمد۔ بی۔اے

دیباچہ

حمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

زم ادب اعظم گڈھ جسکی طرف سے یہ دیوان شائع کیا جا رہا ہے، محض ملک کے ادبی
ق کی اصلاح، اردو زبان کی ترقی، اور شعر و شاعری کی اشاعت کی غرض سے
ئم کی گئی تھی، سنہ ۱۹۱۸ء سے جو اوسکے آغاز کا سال ہے آج تک اس مقصد کے لیے
ک کے دوسرے حصون مین بھی متعدد انجمنین قائم ہوئین، اور اس سے پہلے
ی قائم ہو چکی ہین،

لیکن اب تک ان تمام انجمنون کا کام مشترک تھا، اور تقسیم عمل کے اصول کا
اظ نہین کیا گیا تھا، یعنے ہر انجمن ادبی کتابون کے ساتھ مذہبی، فلسفی، تاریخی،
ور تمدنی تصنیفات بھی شائع کرتی تھی، جس سے اوسکا دائرہ عمل غیر محدود ہو گیا
ھا، بزم ادب کی یہ ایک خاص خصوصیت ہے کہ وہ صرف شعر و سخن اور لائٹ
ٹریچر ہی کی اشاعت کو اپنا فرض سمجھتی ہے، اور جن چیزون پر یہ خوشنما الفاظ صادق
ین آتے اونکی طرف آنکھ اوٹھا کر بھی نہین دیکھتی، اسطرح اوسنے اپنے دائرہ کو بالکل
دود کر لیا ہے، جو اوسکی کامیابی کی قطعی دلیل ہے،

جو کام اپنے ذمہ لیا ہے، اگرچہ وہ ملک کے دوسرے حصوں میں بھی کچھ نہ کچھ انجام

پا رہا ہے، لیکن انصاف یہ ہے کہ وہ اسقدر مشکل ہے کہ اوسکا بار تنہا ایک دو آدمی نہیں

اٹھا سکتے، اسی بنا پر اوسنے ملک کے دیگر ارباب ذوق کو بھی شرکت کی دعوت دی ہے اور

اونمین سے بعض حضرات نے از راہِ عنایت اوسکی درخواست کو منظور بھی فرما لیا ہے،

یہ دیوان جسکا نام داغِ جگر ہے، انجمن کے سلسلہ مطبوعات کی پہلی کڑی ہے

جسکی تہذیب و ترتیب کا کام مرزا احسان احمد صاحب بی اے ال ال بی وکیل اعظم گڈھ

و ناظم بزم ادب نے اپنے ذمہ لیا تھا، اور مرزا صاحب نے اوسکو جس خوبی اور قابلیت سے

انجام دیا ہے اوسکا اندازہ ناظرین خود اس دیوان سے کر سکتے ہین،

یہ دیوان حضرتِ جگر مرادآبادی کا ہے، جو ملک کے ادبی حلقون مین بہت

کچھ روشناس ہو چکے ہین، اس مین غزلین، ایک مثنوی، اور ایک مقدمہ

شامل ہے، اور کل حجم ۱۴۴ صفحات کا ہے، مجھکو امید ہے کہ ملک کا وہ طبقہ جو شعر و سخن کا

دلدادہ اور فنونِ لطیفہ کا لذت شناس ہے اوسکو پوری قدر کی نگاہ سے دیکھے گا،

داغِ جگر کے بعد اور دو دواوین بھی زیرِ ترتیب ہین، جو سلسلہ وار شائع ہوتے رہین گے قدما کے

کلام کا انتخاب بھی ہو رہا ہے، جو مناسب وقت مین طبع کرایا جائیگا، و اللہ ولی التوفیق،

عبد السلام ندوی
صدر بزم ادب

مقدّمہ

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید دیگران نیز کنند انچہ مسیحا میکرد

یہ ایک نہایت افسوسناک واقعہ ہے، کہ وہ شخص جس نے اپنی قوت تخئیل سے تغزل کو ایک پیکر اعجاز بنا دیا ہے، جو سطحی اور عامیانہ جذبات کے حدود سے گذرکر قلب انسانی کے ان حسّیات مخفیہ کو بے نقاب کرتا ہے، جو ہمیشہ ارباب ذوق کے لیے سرمایۂ حیات رہی ہین، جسکا ایک ایک حرف جوش محبت کی تاثیر مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے، جسکا ایک ایک شعر اسرار فطرت کا ایک مقفل خزانہ ہے، جسکی ایک ایک ادا عشق کی مستانہ کیفیتون سے لبریز ہے، ادبی دنیا ابتک اسکی حقیقی شاعرانہ عظمت سے نا آشنا ہے،

حضرت جگر ان مخصوص شعرا مین ہین، جنکو قدرت نے صرف اسلیے پیدا کیا ہے، کہ وہ محسوسات کی بیرحم حکومت سے آزاد ہوکر صرف عالم روحانی کے اسرار و معارف کی چہرہ کشائی کرین، حضرت جگر اگرچہ دیگر اصناف سخن پر بھی قادر ہین، چنانچہ ایک مختصر سی مثنوی "نبرد حقیقت" کے نام سے لکھی ہے، جو اس دیوان کے اخیر مین درج ہے، لیکن چونکہ قدرت کیطرف سے انکو ایک دردمند دل عطا ہوا تھا، اسلیے انھون نے اپنا موضوع سخن صرف تغزل کو قرار دیا،

جو فطرت انسانی کا سب سے زیادہ لطیف اور نازک جذبہ ہے، اور اس نغمہ کو حضرت جگر نے جس جوش کے ساتھ چھیڑا ہے، انصاف یہ ہے، کہ اسکے آگے انکے معاصرین کی آوازین بالکل پست ہوکر رہ گئی ہین،

یہ ایک عجیب بات ہے کہ باوجود اس کمال کے ہمارے دوست نے ابتک منظرعام پر بحیثیت ایک شاعر کے آنا پسند نہین کیا، اور نہ وہ اب بھی پبلک سے روشناس ہونا چاہتے تھے لیکن ارباب ذوق کے لیے اس سے بڑھکر اور کیا ظلم ہوسکتا تھا، کہ انکے کان ایسے روح پرور نغمون سے ناآشنا رہتے؟ اس بنا پر جب پہلے پہل مجکو حضرت جگر سے ملنے کا شرف حاصل ہوا، اور انکے کلام کا معتدبہ حصہ سنا، تو مجکو سخت افسوس ہوا، کہ یہ آفتاب کمال ابتک افق عالم سے کیون پنہان ہے، چنانچہ اسی وقت سے مجکو انکے دیوان کی ترتیب واشاعت کا خیال پیدا ہوا، اگرچہ غزلیات کا ایک معتدبہ ذخیرہ حضرت جگر کی بے پروائی کیوجہ سے پہلے ہی تلف ہوچکا تھا، تاہم ایک سال کے اندر ہمکو جو کچھ سرمایہ حاصل ہوسکا، جمع کیا گیا، اور ہمکو مسرت ہے کہ آج ہم ان اوراق منتشر کا ایک گلدستہ بنا کر ارباب نظر کی خدمت مین پیش کررہے ہین، اور امید کرتے ہین کہ ہماری سعی مشکور ہوگی،

نام ونسب | علی سکندر نام ہے، جگر تخلص ہے، مرادآباد کے رہنے والے ہین اونکا خاندان ایک نہایت معزز اور صاحب اثر خاندان خیال کیا جاتا ہے، انکے مورث اعلی مولوی محمد سمیع

دلی کے رہنے والے تھے، وہ شاہجہان کے استاد تھے، لیکن عتاب شاہی کیوجہ سے ترک وطن کرنا پڑا، اور اعظم پور باشتہ ہوتے ہوے مراد آباد آئے اور یہین مستقل سکونت اختیار کرلی حضرت جگر کے پردادا بہت بڑے رئیس اور فیاض شخص تھے، چنانچہ انھون نے اپنے بیٹے حافظ محمد نور کی شادی مین تمام اہالیان شہر کی دعوت کی تھی، یہ واقعہ آجتک مرادآباد کے بچہ بچہ کی زبان پر ہے، اور اس خاندان کا خاص طغرائے امتیاز خیال کیا جاتا ہے،

علاوہ دنیاوی اعزاز اور وجاہت کے اس خاندان کا خاص مذاق شاعری رہا ہی جو وراثتًا حضرت جگر کو ملا ہے، حضرت جگر کے والد مولوی علی نظر مرحوم شاعر تھے، نظر تخلص کرتے تھے، خواجہ وزیر لکھنوی کے شاگرد تھے، انکا ایک دیوان بھی باغ نظر کے نام سے موجود ہے، حضرت جگر کے چچا مولوی علی ظفر بھی شاعر تھے، ظفر تخلص کرتے تھے، انکے دادا حافظ محمد نور کو بھی شاعری سے ذوق تھا، چنانچہ نور تخلص تھا، حضرت جگر کے چھوٹے بھائی علی مظفر بھی شاعر ہین، دل تخلص کرتے ہین، غرض خاندان کا خاندان اس شراب دوآتشہ کا ذوق شناس تھا،

ولادت اور تعلیم وتربیت | حضرت جگر کا سنہ ولادت صحیح طور پر معلوم نہین، اسوقت انکی عمر تقریبًا ۳۵ سال کی ہی، حضرت جگر کی ابتدائی تعلیم وتربیت نہایت معمولی ہے، عربی سے بالکل ناواقف ہین، فارسی یوسف زلیخا اور سکندر نامہ تک دیکھی ہی، انگریزی بھی تھوڑی

بہت جانتے ہین چنانچہ انٹرنس تک جوبلی اسکول اور مشن اسکول لکھنؤ مین تعلیم پائی ہی،
لیکن حقیقت یہ ہی کہ ایک شخص جو ازل سے ایک دردمند دل لیکر آیا تھا، مدرسون اور
مکتبون کی کڑیان نہین جھیل سکتا تھا، چنانچہ تھوڑے ہی دنون کے بعد تعلیم کا سلسلہ
مستقل طور پر ترک کر دیا،

عام حالات اور اخلاق وعادات | حضرت جگر فطرتاً نہایت شگفتہ مزاج اور رنگین طبع واقع
ہوے ہین، چنانچہ ایک مدت تک حسن مجازی کی تلاش وجستجو مین مختلف مقامات کی
سیر کرتے رہے، یہی وجہ ہے کہ وہ حسن کی ایک ایک ادا سے واقف ہین، اسلیے وہ جو
کچھ بیان کرتے ہین، سرتاپا اثر ہوتا ہی، بخلاف اسکے اور شعرا کا کلام اٹھا کر دیکھو، تو نرے
الفاظ ہی الفاظ ہین، اندر کچھ نہین، اسی سیر وسیاحت کے سلسلہ مین آگرہ مین پانچ چھ برس
تک مقیم رہے، جہان علاوہ شعرا کی صحبت کے تازگی نظر کا سامان بھی ہر وقت موجود
رہتا تھا، غرض ان حالات نے حضرت جگر کو ہمہ تن جوش ومحبت بنا دیا تھا، یہی وجہ ہی
کہ وہ ایک نہایت دوست پرور، وفاشعار اور منکسر المزاج آدمی ہین، خلوص ومحبت اُنکا
خاص طغراے امتیاز ہے، جس شخص سے ملتے ہین، نہایت فراخدلی اور گرمجوشی سے
ملتے ہین، رشک وحسد، بغض وعناد ان تمام معائب سے انکا دامن اخلاق بالکل پاک
ہے، اگرچہ آج غزل کے میدان مین انکا کوئی ہمسر نہین، تاہم اورون کیطرح وہ اپنے

معاصرین کو ذلت کی نگاہ سے نہین دیکھتے، چنانچہ حسرت۔ فانی۔ ناطق، حالی، اکبر وغیرہ کے شاعرانہ کمال کے دل سے معترف ہین، اور انکا یہ اعتراف کمال حقیقت مین خود ان کے کمال کی بہت بڑی دلیل ہے،

حضرت جگر علاوہ ایک صحیح المذاق شاعر ہونے کے نقاد سخن بھی ہین، یہی وجہ ہے کہ اُن کے کلام مین محاورات کی غلطی، الفاظ کی ثقالت، بندش کی سستی وغیرہ بالکل نہین پائی جاتی، بخلاف اسکے انکے معاصرین کا کلام دیکھو تو اس قسم کی کمزوریان علانیہ نظر آتی ہین، اور انکو احساس تک نہین ہوتا،

شعرا عموماً پریشان حواس ہوتے ہین، لیکن حضرت جگر اس خصوصیت مین بھی اپنے تمام معاصرین سے ممتاز ہین، چونکہ بچپن ہی سے انکے دل و دماغ پر شاعری کا نشہ چھایا ہوا تھا، جسکو آیندہ چلکر حسن رہگزر کی کرشمہ سنجیون نے اور تیز کر دیا تھا، اسلیے انکو نام و نمود کی کبھی خواہش نہین پیدا ہوئی، جو کچھ کہتے تھے، لکھکر پھینک دیتے تھے، اگر کسی دوست کے ہاتھ لگا، تو کسی اخبار یا رسالے مین چھپ گیا، ورنہ کیڑون کی نذر ہو گیا، ناظرین کو یہ سُنکر حیرت ہو گی کہ اسوقت حضرت جگر کے پاس بجز ایک کرم خوردہ بیاض کے جسمین چند غزلین ہین اور غزلیات کا کوئی سرمایہ موجود نہین، جو کچھ سرمایہ ہمکو ملا ہے، اور جسکو ہم آج نہایت فخر کے ساتھ پیش کر رہے ہین، اسکے لیے ہم صرف اپنے دوست کے غیر معمولی قوت حافظہ کے

ممنون ہین، اگر آج انکا گذشتہ کلام پورا موجود ہوتا، تو اُنکے دیوان کی ترتیب وتدوین مین کئی جلدون کی ضرورت ہوتی لیکن افسوس ہے کہ انکی اس رندانہ طرز معاشرت کی بدولت ان جواہر پارون سے ارباب ذوق کے جیب ودامن ہمیشہ کے لیے خالی رہ گئے لیکن عرفی کیطرح حضرت جگر کو بھی اس بربادی کا کیا صدمہ ہوسکتا ہے،

گفتہ گر شد ز کفم شکر کہ ناگفتہ بجاست　　　　از دو صد گنج یکے مشت گہر باختہ ام

لیکن اس سے زیادہ افسوسناک واقعہ یہ ہے کہ حضرت جگر کی اس بے پروائی اور لاابالی پن سے اکثر نااہلون نے فائدہ اٹھایا اور انکی غزلین لیکر اپنے نام سے مشاعرونین پڑھدین یا رسالون مین شائع کرادین، چنانچہ ایک مرتبہ نقاد مین جب مین نے یہ مطلع

اے نگاہ یاس یہ کیا رنگ محفل ہوگیا　　　　مین نے جبدل کیطرف دیکھا مرا دل ہوگیا

شاہ دلگیر اڈیٹر نقاد کی نام سے دیکھا تو مجھکو سخت حیرت ہوئی کہ ایک شخص جو ذوق شاعری سے بالکل ناآشنا ہی، اسقدر لطیف اشعار کیونکر کہہ سکتا ہی، لیکن اب جاکر یہ راز کھُلا کہ یہ غزل حقیقت مین حضرت جگر کی تھی، جسکو شاہ صاحب موصوف نے اپنے نام سے شائع کردی تھی، یہ معاملہ کچھ دنون تک اخبارات مین معرکۃ الارا رہ چکا ہی، اسلیے ہم اس موقع پر اس ناگوار سلسلہ کو چھیڑنا مناسب نہین سمجھتے، تاہم ہم شاہ صاحب موصوف کو انکی اس دیدہ دلیری اور شرمناک بے باکی پر مبارکباد دیتے ہین،

حضرت جگر باوجود ایک رند لاابالی ہونیکے دنیاوی تعلقات سے بالکل آزاد نہ تھے اگرچہ انکے دل ودماغ کی روحانی لطافت عالم مادی کی بیرحم حکومت کا تحمل نہین کرسکتی، تاہم انکی خودداری اور عزت نفس نے بیکار اور کاہلانہ زندگی بسر کرنا کبھی گوارا نہین کیا، چنانچہ ابتدا ہی سے وہ مختلف چشمے کے کارخانون مین ایجنٹ کی حیثیت سے کام کرتے رہے، کارخانون کی اشاعت وترقی کی غرض سے انکو مختلف مقامات کا دورہ کرنا پڑتا تھا، چنانچہ چار پانچ برس کا عرصہ ہوا کہ اسی سلسلہ مین وہ گونڈہ بھی گئے، جہان اصغر حسین صاحب سے ملاقات ہوئی، جنکے فیض صحبت نے نہ صرف اُنکی شاعری کا رخ بدل دیا، بلکہ خود ان کے قالب حیات مین ایک نئی روح پھونک دی، جس نے دفعۃً انکو زمین سے اُٹھا کر آسمان تک پہنچا دیا،

جناب اصغر حسین صاحب ان مخصوص بزرگون مین ہین جنکا ابر کرم دشت وچمن پر یکسان برستا ہے، اصلی وطن گورکھپور کے ضلع مین ہے، لیکن ایک مدت سے گونڈہ مین مستقل طور پر مقیم ہین، جہان انکا ایک خاص چشمے کا کارخانہ ہے، اخلاقی حیثیت سے وہ قرون اولی کے مسلمانون کی ایک زندہ یادگار ہین، اور یہی وہ سحر تھا جس نے حضرت جگر کے دل ودماغ کو اسطرح مسحور کرلیا، کہ انھون نے وطن، اعزہ اور احباب سب کو اس نادرۂ روزگار کے قدمون پر نثار کردیا، چنانچہ آج چار برس سے گونڈہ مین مستقل طور پر مقیم ہین، اور بحیثیت ایجنٹ کے اصغر صاحب کے کارخانہ مین کام کررہے ہین،

اصغر صاحب علاوہ ایک شاعر ہونیکے بادۂ تصوف کے بھی ذوق شناس ہین چنانچہ

انکو حضرت قاضی شاہ عبد الغنی مدظلہ العالی منگلور شریف سہارنپور سے بیعت حاصل ہے

اور یہی وہ انکا روحانی اثر ہی جس نے حضرت جگر کے اخلاق و عادات اور شاعرانہ جذبات مین

بلندی، لطافت اور پاکیزگی پیدا کردی، اور اب انکی نظر حسن رہگذر کی عامیانہ اداؤن سے

گذر کر عشق و محبت کے لطیف اور دقیق نکتون پر پڑنے لگی، لیکن یہ آگ اسوقت اور بھڑک اٹھی

جب خود وہ بھی قاضی صاحب موصوف کی بزم روحانی مین داخل ہوگئے، چنانچہ دو برس سے

برابر اس آستانۂ مبارک کے روحانی فیض سے بہرہ یاب ہو رہے ہین،

اصغر صاحب اگرچہ اس پایہ کے شخص ہین کہ انکے حالات زندگی کیلیے ایک مستقل کتاب

کی ضرورت ہی چنانچہ یہ کام بھی "بزم ادب" کے پیش نظر ہے تاہم اس موقع پر انکی شاعرانہ

حیثیت کے متعلق کچھ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہی تاکہ ناظرین کو اندازہ ہوسکے کہ وہ شخص جسنے

حضرت جگر کی شاعری مین ایک نئی روح پھونک دی، خود شاعری مین کیا درجہ رکھتا ہی،

حضرت اصغر کا خاص کارنامہ غزل ہی، اور اگرچہ آج حضرت جگر کے شاعرانہ کمال کا

جسقدر اعتراف مجکو ہی، مشکل سے کسی اور کو ہوگا تاہم انصاف یہ ہی کہ بعض حیثیتون سے

اصغر کی شاعری کی دنیا جگر سے کہین زیادہ بلند ہی، اور اسکی سب سے بڑی دلیل خود حضرت جگر

کا اعتراف ہی، اگرچہ غزل گوئی مین وہ آج اپنے معاصرین مین سے کسی کو خاطر مین نہین لاتے

لیکن حضرت اصغر کے سامنے انکے فخر و غرور کا سارا ہنگامہ دفعۃً خاموش ہو کر رہ جاتا ہے
نمونۃً چند اشعار ہم اس موقع پر درج کرتے ہین،

گرم تلاش و جستجو اب ہی تری نظر کہان — خون ہی کچھ جا ہوا قلب کہان جگر کہان
اب تو وہ دن گذر گئی جو شش اضطراب کی — نیند قفس مین آگئی حسرت بال و پر کہان
کیجیے آج کس طرح دوڑ کے سجدۂ نیاز — ہوش بھی تو نہین ہی اب پاؤن کہان ہے سر کہان

اسرار عشق ہی دل مضطر لیے ہوئے — قطرہ ہے بیقرار سمندر لیے ہوئے
خیرہ کئے ہی چشم حقیقت شناس کو — ہر ذرہ ایک مہر منور لیے ہوئے
کیا مستیان چمن مین ہین جوش بہار کی — ہر شاخ گل ہی ہاتھ مین ساغر لیے ہوئے
نام انکا آگیا کہین ہنگام باز پرس — ہم تھے کہ اڑ گئے صف محشر لیے ہوئے
مین کیا کہون کہان ہی محبت کہان نہین — رگ رگ مین دوڑی پھرتی ہی نشتر لیے ہوئے
اصغر حریم عشق مین ہستی ہی جرم ہی — رکھنا کبھی نہ پاؤن یہان سر لیے ہوئے

سرشک شوق کا وہ ایک قطرۂ ناچیز — اچھالنا تھا کہ اک بحر بے کنار ہوا
ادائے عشق کی تصویر کھنچ گئی پوری — وفور جوش سے یون حسن بیقرار ہوا

مری نگاہون نی جھک جھک کے کر دئیے سجدے
جہان جہان سی تقاضائے حسن یار ہوا

بہت لطیف اشارے تھی چشم ساقی کے
نہین ہوا کبھی بیخود نہ ہوشیار ہوا

مانا حریم ناز کا پایہ بلند ہے
لیجائیگا اچھال کے درد جگر مجھے

ایسا کہ بتکدے کا جسے راز ہو سپرد
اہل حرم مین کوئی نہ آیا نظر مجھے

کیا درد ہجر اور یہ کیا لذت وصال
اس سے بھی کچھ بلند ملی ہی نظر مجھے

پرتو رخ کے کرشمے تھے سر راہگذر
ذرے جو خاک سی اٹھے وہ صنمخانہ بنے

کار فرما ہی فقط حسن کا نیرنگ کمال
چاہے وہ شمع بنے چاہے وہ پروانہ بنے

خاک پروانے کی برباد نکر باد صبا
یہی ممکن ہے کہ کل تک مرا افسانہ بنے

اسکو مطلوب ہین کچھ قلب و جگر کے ٹکڑے
جیب و دامن نہ کوئی پھاڑ کے دیوانہ بنے

رند جو ظرف اٹھا لین وہی ساغر بنجائے
جس جگہ بیٹھ کے پی لین وہی میخانہ بنے

دشت غربت کیطرف آگئے آہ بھر کر حسرت کی
گرد کو پھر دن ہمرے اہل وطن دیکھا کیے

شیوۂ منصور تھا اہل نظر کو بھی گران
پھر بھی اک حسرت سے سب دار و رسن دیکھا کیے

دوڑتے پھرتے تھی جلوی انکے موج نور مین | دور سے ہم راز شمع انجمن دیکھا کیے

یہ بھی فریب سے ہین کچھ درد عاشقی کے | ہم کیا کرینگے مر کے کیا کرلیا ہی جی کے
محسوس ہو رہی ہین باد فنا کے جھونکے | کھلنے لگے ہین مجھ پہ اسرار زندگی کے
بارالم اٹھایا رنگ نشاط دیکھا | آئے نہین ہین یونہی انداز بے حسی کے

ان اشعار سے تم خود اندازہ کرسکتے ہو کہ حضرت اصغر کے کلام مین جو سوز و گداز، لطافت، بلند خیالی اور برجستگی پائی جاتی ہی، وہ انکے کشتۂ محبت جگر مین بھی موجود نہین،

شاعری یہ مسلم ہے کہ انسان ماحول سی بہت زیادہ متاثر ہوتا ہی، جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہین، حضرت جگر کے خاندان کا خاص مذاق شاعری تھا، اسلیے یہ کیونکر ممکن تھا کہ ایک ایسی آب ہوا مین جو سرتاپا شاعرانہ کیفیت سے لبریز تھی، نشو و نما پاکر حضرت جگر اس ذوق سی ناآشنا رہتے، چنانچہ ابتدا ہی سے انکے دل و دماغ پر شاعری کا نشہ چھایا ہوا تھا، ۱۳-۱۴ برس کے سن سے شعر کہنا شروع کردیا تھا، چونکہ مذاق شاعری بالکل فطری تھا، اسلیے انکے ابتدائی کلام مین بھی شاعرانہ کیفیت کی وہی روح موجود ہی جسنے آیندہ چلکر قدما کے ایوان تغزل مین وہ طلسم کاریان کین کہ ارباب ذوق کی نگاہین خیرہ ہو کر رہ گئین، چند اشعار نمونۃً درج کیے جاتے ہین،

دوست اغیار ہوئے جاتے ہین ۔۔۔ ہاتھ بیکار ہوئے جاتے ہین
اپنے جلوؤن کو چھپائے رکھو ۔۔۔ صرف دیدار ہوئے جاتے ہین

نالہ ہوتا ہے آہ ہوتی ہے ۔۔۔ کیا بری چیز چاہ ہوتی ہے
میرے غمخانۂ مصیبت کی ۔۔۔ چاندنی بھی سیاہ ہوتی ہے
یون نہ پردا کرو خدا کے لیے ۔۔۔ دیکھو دنیا تباہ ہوتی ہے
پائون رکھتا ہون جب محبت مین ۔۔۔ بیکسی فرش راہ ہوتی ہے

وہ دل ہی نہین رہا کسی کا ۔۔۔ اب خاک ہو لطف زندگی کا
یہ سوز نہان نہین ہو دل مین ۔۔۔ جلتا ہو چراغ بیکسی کا

اگرچہ غیر وہان کامیاب رہ نہ سکا ۔۔۔ مگر بغیر ہوئے انقلاب رہ نہ سکا
کہان رہیگا دل مضطرب خدا جانی ۔۔۔ جو سینے ہی مین یہ خانہ خراب رہ نہ سکا

حال وحشت مین ہوا یہ ترے دیوانونکا ۔۔۔ جیب چھوٹی تو گریبان لیے بیٹھے ہین

یہ شعر اگر آج بھی حضرت جگر لکھتے، تو انکے لیے مایۂ فخر تھا،

وہ چہرہ ہے پر نور کہ اللہ کی قدرت　　وہ آنکھ ہے مخمور کہ حافظ کی غزل ہے

تشبیہ کی طرفگی قابل لحاظ ہے،

لیکے خط انکا کیا ضبط بہت کچھ لیکن　　تھرتھراتے ہوے ہاتھون نی بھرم کھولدیا

دیکھو، علاوہ ندرت خیال کے واقعہ کی کتنی صحیح تصویر ہی!

گر چشم آرزو کی حالت یہی رہیگی　　پردے مین بھی کسیکی بے پردگی رہیگی

تم خاک مین ملادو دلکو جگر کو لیکن　　ارمان یہی رہینگے حسرت یہی رہیگی

جا ای فلک نہ خوش ہو برباد کرکے مجکو　　تیرے مزاج مین بھی آشفتگی رہیگی

اساتذہ | حضرت جگر فطری شاعر ہین، اسلیے انکو کسی کے سامنے زانوے تلمذ تہ کرنیکی ضرورت نہ تھی تاہم چند اساتذۂ فن کے سامنے انھون نے اپنے کلام کو بنظر اصلاح پیش کیا، اور ایک حد تک مستفید ہوے، ابتدا مین انکے والد کبھی کبھی انکی غزلین دیکھ لیا کرتے تھے، اور اپنے عزیز بیٹے کی نکتہ سنجیو نپر خوش ہوتے تھے، لیکن اسوقت انکو کیا خبر تھی، کہ یہ نوجوان لڑکا آیندہ چلکر دنیاے شاعری مین ایک ہلچل ڈالدیگا، والد کے انتقال کے بعد حضرت جگر نے داغ کیطرف رجوع کیا، جو اسوقت اقلیم سخن کا تنہا فرمانروا تھا، اسمین کچھ شبہہ نہین کہ حضرت جگر کی زبان مین جو سادگی، روانی، اور نزاکت موجود ہی وہ صرف اسی یگانۂ فن کے

فیض صحبت کا نتیجہ ہی، لیکن باوجود اسکے انصاف یہ ہی کہ شاگرد نے استاد سے بھی ایک قدم آگے بڑھا دیا ہی، چنانچہ داغ کے جواب مین حضرت جگر نے اکثر غزلین لکھی ہین، جنکا موازنہ ہم صرف ارباب ذوق کے مذاق صحیح پر چھوڑ دیتے ہین،

داغ کے مرنیکے بعد حضرت جگر نے پانچ چھ غزلین حضرت رسا کو اور دو تین غزلین منشی امیراللہ تسلیم کو بھی دکھلائین، لیکن چونکہ انکی نظر موجودہ شاعری کی سطح سے بہت زیادہ بلند تھی، اسلیے کوئی شخص انکی نگاہون مین جنچتا نہین تھا، یہی وجہ تھی کہ انھون نے فن شاعری مین کسی کو اپنا مستقل استاد نہین بنایا، ان بزرگون سے انکے تعلقات محض برائے نام تھے، انکا حقیقی استاد اور رہبر صرف انکا ذوق صحیح اور وجدان سلیم تھا، جسنے شروع ہی سے انکو صحیح راستہ پر ڈالدیا تھا، جیسا کہ انکے ابتدائی کلام سے ظاہر ہوتا ہی، حضرت جگر کو اسپر فخر کرنا چاہیے کہ باوجود نہایت معمولی تعلیم و تربیت کے انکا شاعرانہ مذاق اسی قدر صحیح ہے، جتنا ایک بڑے نقاد سخن کا ہوسکتا ہی، یہی وہ چیز ہے جس نے انکی شاعرانہ مطمح نظر کو انکے معاصرین کے کلام سے بہت زیادہ بلند کردیا ہی،

حضرت جگر چونکہ ایک نکتہ سنج اور بلاغت شناس شاعر ہین، اسلیے وہ شعرائے لکھنؤ کیطرح محض زبان کی بندشون اور فن عروض کی پابندیون مین الجھکر نہین رہ جاتے، چنانچہ وہ ایطار خفی وغیرہ کی بالکل پروا نہین کرتے، محاورون کے استعمال مین وہ کسی خاص اسکول کے

پیرو نہین ہین لکھنؤ اور دلّی دونون کا اتباع کرتے ہین،

معاصرین سے موازنہ

حضرت جگر کا اصلی کارنامۂ فخر غزل ہے اگرچہ انکے کلام مین داغ کا اثر بہت کچھ نمایان ہے، تاہم صاحب ذوق محسوس کر سکتا ہے، کہ وہ اس میدان مین ایک طرز خاص کے موجد ہین، جو اس وقت کسی کو نصیب نہین، عزیز، جوش، حسرت، ثاقب، وغیرہ کی زمزمہ سنجیان بے شبہہ موجودہ غزلیہ شاعری کے لیے سرمایۂ ناز ہین، لیکن انصاف یہ ہے کہ حضرت جگر کے آفتاب کمال نے ان تمام ستارونکو بے نور کر دیا ہے، چنانچہ ہم صرف انداز کلام دکھانیکے لیے بغیر کسی تفصیلی ریویو کے چند ہمطرح غزلین ذیل مین درج کر دیتے ہین، ارباب ذوق خود اندازہ کر سکتے ہین کہ تغزل کے میدان مین حضرت جگر اپنے معاصرین کے مقابلہ مین کیا درجہ رکھتے ہین،

حضرت عزیز

خدا محفوظ رکھے عشق کے جذبات کامل سے
زمین گردون سے ٹکرائی جہان دل سے دل ملگیا دل سے

ہلی جاتی ہے دنیا رنگ مجلس مین تغیر ہے
یہ دامن جھاڑ کر کون اٹھگیا ہے آج محفل سے

حجاب ناز سے آراستہ ہو کر نہ یون نکلو
ابھی واقف نہین اچھی طرح تم رنگ محفل سے

ہمیشہ سے مزاج حسن مین دقت پسندی ہے
مری دشواریان آسان ہونا سخت مشکل ہے

پھر اتنے اہل دل آئینگے دنیائے محبت مین
گرینگے جتنے قطرے خون کے شمشیر قاتل سے

کسیکی بزم مین جا کر ہوئی ناکامیان ہونگی
نتیجہ کیا دل بے تاب اس تحصیل حاصل سے

کیا مجنون نے نالہ نجد کے ذرون نے لو دیدی
جھلک اٹھا یہ کسکا حسن عالم سوز محمل سے

ٹھہر جا تیری محویت کی اک تصویر تو لیلون
ارے خلوت مین باتین کرنیوالی مضطرب دل سے

ابھی بیربیت ہی کافر نگاہ شوخ ادا انکی
کسیدن دیکھنا بجلی گراؤن گا اسی دل سے

کسیکو اور کیا سمجھا سکونگا مدعا دل کا
سمجھتا ہون خود اپنے دلکی باتونکو مین مشکل سے

کوئی دیکھے تو مد و جزر دریاے محبت کا
پلٹ جاتی ہے پھر کشتی مری ٹکرا کے ساحل سے

نظام ہر دو عالم آج ہے اس دل کے قبضہ مین
جسے کل تک لہو کی بوند بھی کہتے تھے مشکل سے

الٰہی معتدل کر جنبشی بحر محبت کو
اڑا جاتا ہے دل میرا ہواے سرو ساحل سے

سنبھال اے گردش دوران یہی منظور ہے انکو
دکھا دون اٹھنے والے کسطرح اٹھتے ہین محفل سے

رگ جان بنگیا جادہ زمین دشت غربت کا
یہ کون آواز دیتا ہے مجھے رہ رہ کے منزل سے

ازل مین نقشبند صورت معنی وہ نقطہ تھا
لہو کی بوند بنکر جو گرا ہے حلق بسمل سے

یہ کیا تھا یون تو وہ دیکھا کیے دم توڑنا میرا
مگر انگڑائی لی اک روح نکلی جب مرے دل سے

نہین جاتا تمھاری بزم سے دنیا سے جاتا ہون
الگ ٹھہرو ذرا اک بات سن لو میری محفل سے

نثار اس عمر کے الٹی چھری سے ذبح کرتے ہین
کریگا کون جان اپنی عزیز اب ایسے قاتل سے

عزیز دشت پیما بنگیا اک عارف کامل
سبق اتنا لیا ذرات فطرت کے مسائل سے

عزیز اعجاز حسن روح پرور کی کوئی حد ہے
ہزارون دل بنا ڈالے مرے ٹوٹے ہوے دل سے

حضرت عزیز کے شاگرد مصور جذبات حضرت جوش نے بھی اسطرح پر غزل لکھی ہی ملاحظہ ہو

یقین ہی دوستو مجکو مری وقت طلب دل سے
کہ یہ آسانیان پیدا کریگا سخت مشکل سے

کبھی سن لے اری او ساز عشرت چھیڑنیوالے
عجب آواز آتی ہی مرے ٹوٹے ہوی دل سے

بجھی جاتی ہین شمعین دل بجھے جاتے ہین سینو مین
بتا دینا کہ یہ اٹھکر چلا ہے کون محفل سے

جبین پر سادگی، نیچی نگاہین، بات مین نرمی
مخاطب کون کرسکتا ہی تمکو لفظ قاتل سے

نہین ہی آہ مین تاثیر خیسرا چھا نکلوا دو
بتا دیتا ہین ورنہ اسطرح اٹھتے ہین محفل سے

وہ اک ہم ہین جسے کف در دہان موجون نے گھیرا ہے
وہ اک تم ہو کہ ہنستے ہو تماشاگاہ ساحل سے

ارے او پوچھنے والے سبب میرے نہ ہنسنے کا
مجھے رونا بھی اب مدت ہوئی آتا ہی مشکل سے

زمانہ مین جب آدھی رات کا ہوتا ہی سناٹا
برابر آپ کی آواز آتی ہے مرے دل سے

سمجھکر مژدہ اے جوش ہم از ونکا ہنس دینا
مرا وہ مطمئن بنکر نکلنا کوے قاتل سے

لسان الہند اور مصور جذبات کی جدت طرازیان تم نے سن لین، اب ہمارے گمنام شاعر کی نکتہ سنجیان ملاحظہ ہون،

حضرت جگر

ازل کے دن جنھین لیکر چلے تھی تیری محفل سے
وہ شعلے آجتک لپٹی ہوی ہین دامن دل سے

کریگا قیس اب کیا سامنا اس وحشت دل سے
جرس فریاد کرتی ہی مرے شور سلاسل سے

مجھے اب خوف ہی کیا ہجر مین تنہائی دل سے | ہزارون محفلین لیکر اٹھا ہون تیری محفل سے
نہ ہو آتنا مزاج یار برہم نالۂ دل سے | یہ بیچارہ ابھی واقف نہین آداب محفل سے
یہ عالم ہے ہجوم شوق مین بیتابی دل سے | کہ منزل پر پہنچکر بھی اڑا جاتا ہون منزل سے
رخ رنگین کے جلوے کب نکل سکتے ہین اس دل سے | یہ وہ موجین نہین ہین جو جدا ہو جائین ساحل سے
فلک پر ڈوبتے جاتے ہین تارے بھی شب فرقت | مگر نسبت کہان انکو مرے ڈوبے ہوے دل سے
نگاہین قیس کی اٹھتی ہین جوش کیف مستی مین | ذرا ہشیار رہنا ساربان لیلے کی محمل سے
وہی سب رنگئین نقش و نگار صفحۂ ہستی | اڑی تھین جسقدر چھینٹین مرے خونابۂ دل سے
کیا یہ کیا کہ راز عشق سب پر کر دیا افشا | ہمین کہنا جو تھا کہتے زبان شمع محفل سے
سمجھ کر پھونکنا اسکو ذرا اے داغ ناکامی | بہت سے گھر بھی ہین آباد اس اجڑے ہوے دل سے
محبت مین قدم رکھتے ہی گم ہونا پڑا مجکو | نکل آئین ہزارون منزلین ایک ایک منزل سے
سحر تک اف نہ کی ہر چند پروانون کے مٹنے پہ | مگر دل پر جو گذری کوئی پوچھے شمع محفل سے
ہجوم یاس ایسا، کچھ نظر آتا نہین مجکو | وفور شوق، یہ آگے بڑھا جاتا ہون منزل سے
نظر آئے نہ کیونکر رقص مین ہر ذرۂ صحرا | غبار قیس ملنا چاہتا ہے اٹھ کے محمل سے
کہان کا میکدہ رخ تک نہ کرتے اسطرف میکش | جو ملجاتی کبھی اک بوند بھی میخانۂ دل سے
بیان کیا ہون یہانکی مشکلین بس مختصر یہ ہے | وہی اچھے ہین کچھ جو جسقدر ہین دور منزل سے

قیامت کیا، کہان کا حشر، کیسا دیر، کیا کعبہ — یہ سب ہنگامی برپا ہین مرے اک مضطرب دل سی
بڑھی جب وحشت دل گر پڑینگی آپ زنجیرین — ترے دیوانے ڈرتے ہین کہین قید سلاسل سی
یہ دردانگیز نالے عشق مین اچھے نہین مجنون — کہین سر پیٹکر لیلے نکل آئے نہ محمل سی
بدن سے جان بھی ہوجائیگی رخصت جگر لیکن — نہ جائیگا خیال حضرت اصغر مرے دل سی

مرزا ثاقب لکھنوی

شام فراق کچھ نہین آتا نظر مجھے
چھپکر جلائین کیون مرے داغ جگر مجھے
چپ رہنا قید غم مین مگر میرے ہمصفیر
کرتے ہین محو نالہ کشی چھیڑ کر مجھے
تم دور ہو تو کس لیے دل مین مقام ہے
مین پاس ہون تو کیون نہین اپنی خبر مجھے
بگڑا ہی حسن و عشق کے ہاتھون نظام دہر
بیجا خیال ہے اُدھر انکو ادھر مجھے
نقش قدم مین نقش وفا دیکھ دیکھکر

حضرت جگر

ہر سو دکھائی دیتے ہین وہ جلوہ گر مجھے
کیا کیا فریب دیتی ہی میری نظر مجھے
آیا نہ راس نالۂ دل کا اثر مجھے
اب تم ملے تو کچھ نہین اپنی خبر مجھے
ڈالا ہی بیخودی نے عجب راہ پر مجھے
آنکھین ہین اور کچھ نہین آتا نظر مجھے
ملتی نہین ہی لذت درد جگر مجھے
بھولی ہوئی نہ ہو نگہ فتنہ گر مجھے
دل لیکے مجھ سے دیتے ہو داغ جگر مجھے

کرتی ہی یاد کھو کے مری رہگذر مجھے — یہ بات بھولنے کی نہین عمر بھر مجھے

قائل ہون مین کہ محفل تقدیر تھی جوا — آتی نہین نباہ کی صورت نظر مجھے

حصہ ملا سبھون کو خوشی کا مگر مجھے — مین بال و پر کو شاق ہون وبال پر مجھے

پردی سے باہر آگیا اب زندگی کا راز — مستانہ کر رہا ہون رہ عاشقی کو طے

دیکھو تو دیکھ جاؤ کبھی اک نظر مجھے — لیجائے جذب شوق مرا اب جدہر مجھے

شوق بہار باغ مین تنکے چنے تو ہین — کیسے کہون کہ ختم ہوئی منزل فنا

دیکھون جو دیکھنے دی اسیری کا ڈر مجھے — اتنی تو ہے خبر کہ نہین کچھ خبر مجھے

دل والے جانتے ہین مگر کہہ رہا ہون مین — یکسان ہی حسن و عشق کی سرمستیون کا رنگ

تڑپا رہی ہے شدت درد جگر مجھے — انکی خبر انہین ہی نہ میری خبر مجھے

کیا قبر پر جلائی ہین احباب نے چراغ — اللہ ری شوق دید کی حیرت فزائیان

اس سمت سے تو کچھ نہین آتا نظر مجھے — یہ حال ہی کہ کچھ نہین آتا نظر مجھے

نالون نے کر دیا مری عزلت کا راز فاش — مین دور ہون تو روے سخن مجھسی کسلیے

اب شبکو بھی چھپا نہین سکتا ہی گھر مجھے — تم پاس ہو تو کیون نہین آتے نظر مجھے

دربان کی نظر مین ہو نین اجنبی تو کیا — کیا جانئے قفس مین رہے کیا معاملہ

مدت سے جانتا ہی ترا سنگ در مجھے — ابتک تو ہین عزیز مرے بال و پر مجھے

دنیا نئی قفس کی ہی اپنے سوا جہان — مرنا ہے انکے پانؤن پہ رکھکر سر نیاز

ڈھونڈھے سی بھی ملا نہ کوئی نوحہ گر مجھے — کرنا ہے آج قصۂ غم مختصر مجھے

کیا جانون کوئی کُند چُھری تھی کہ اور کچھ — کرنا ہے آج حضرتِ ناصح سی سامنا

اک چیز ذبح کرتی رہی رات بھر مجھے — ملجائے دو گھڑی کو تمھاری نظر مجھے

غربت مین راہ کٹتی ہی ثاقب اسی سبب — شرم گنہ یہ حشر مین کام آئی ای جگر

قصہ سمجھ رہا ہے مرا ہم سفر مجھے — ابر کرم بنا مرا دامان تر مجھے

ہم نے تمام غزلین بلا کم و کاست نقل کر دی ہین، طوالت کے خوف سے ہم خود تفصیلی موازنہ کرنا مناسب نہین سمجھتے، لیکن ارباب ذوق سے جو ہمیشہ ہر قسم کے خارجی اثرات سے محفوظ رہکر صرف حقیقت کو بے نقاب کرنا چاہتے ہین، ہمکو انصاف کی توقع ضرور رہی،

خصوصیات شاعری

تم نے دیکھا! حضرت جگر کی شاعری کے مہات مضامین انکا ذاتی سرمایہ نہین، بلکہ قدما کے ابر قلم کے رشحات ہین، لیکن با این ہمہ انکی غزلون کے سامنے موجودہ شعرا کے ترانے بالکل بے کیف معلوم ہوتے ہین، اسکا کچھ سبب ہوگا، اور یہ وہی حضرت جگر کی خصوصیات شاعری ہین، جنھون نے آج انکو تمام معاصرین سی بہت زیادہ بلند کر دیا ہی،

حقیقت یہ ہے کہ حضرت جگر کی شاعری مین متعدد باتین ایسی جمع ہو گئین، جنکا مجموعہ اعجاز بن گیا ہے، ممکن ہے کہ انہین سے ایک ایک چیز کو الگ الگ لین، تو اورون کے کلام

ہین نکل آئے لیکن انصاف یہ ہے کہ حضرت جگر ع۔ انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری، کے مصداق ہین،

جوش بیان | اُردو شاعری باوجود گوناگون اوصاف اور خیالات کے جوش بیان سے بالکل خالی ہے، یہ خاص حضرت جگر کا کارنامۂ فخر ہے، کہ سب سے پہلے انھون نے عشقیہ مضامین جوش کے ساتھ ادا کیے، جوش بیان درحقیقت شاعری کا ایک بہت بڑا عنصر ہی، اس کے بغیر سامعین پر وہ عام کیفیت طاری نہین ہو سکتی، جو خود شاعر کے دل پر طاری ہی، حافظ کو دیکھو محض اپنے جوش بیان سے خیالات کا ایک طلسم باندھ دیتے ہین، ورنہ غور سے دیکھا جائے تو نفس خیال مین ندرت کم ہوتی ہے، جوش بیان اگرچہ ایک ذوقی چیز ہے تاہم اتنا کہہ سکتے ہین کہ بندش کی چستی، الفاظ کی نشست، فقرون کا دروبست، خیالات کی رفعت وغیرہ اسکے ضروری عناصر ہین، اسکا اندازہ چند مثالون سے ہو سکتا ہے،

کیا آگیا خیال دل بیقرار مین | خود آشیان کو آگ لگا دی بہار مین
ہر زخم تن پہ خون کا فوارہ بن گیا | نشتر چھپے تھے کیا رگِ ابر بہار مین

سلسلے ٹوٹ گئے جوش جنون مین سب کے | دو قدم بھی مرے ہمراہ بیابان نہ رہا
ہو گئی شور سلاسل سے طبیعت مانوس | اب نظر مین مری بہلا سا وہ زندان نہ رہا

یہی کچھ دیر اگر شورش فریاد ہے آج — تن بھی آزاد ہے اور روح بھی آزاد ہے آج

شوق کی کیا یہ نئی طرح کی بیداد ہے آج — مجھسے کچھ آگے ہی آگے مری فریاد ہے آج

اللہ اللہ ری وارفتگی عشق مری — اس جگہ ہون کہ جہان حسن بھی دیوانہ ہے

منزل عشق مین اللہ ری یہ عالم شوق — ہر قدم پر مرا انداز جدا گانہ ہے

اسی خیال کو حضرت عزیزؔ نے بھی ادا کیا ہے، لیکن جوش اور اثر کا نام تک نہین، ملاحظہ ہو

ہر اک قدم ترے کوچے مین ایک عالم ہے — کہان تک اب مین چلونگا چلا نہین جاتا

پہلے مصرعہ مین تو کسی قدر زور آگیا ہے، لیکن دوسرے مصرعہ مین طبعی ضعف کیوجہ سے دفعتہً لڑکھڑا کر گر پڑتے ہین، بخلاف اسکے حضرت جگرؔ نے دونون مصرعون مین زور قایم رکھا ہے، بلکہ مصرعہ ثانی کو کسی قدر زیادہ پر زور کر دیا ہے، جسکی وجہ سے پورا شعر بلند ہوگیا ہے، یہ ہمارے دوست کا خاص انداز ہے، اور یہی وہ بلاغت شناسی کے مواقع ہین، جہان حضرت جگرؔ کی شاعری کی سرحد انکے معاصرین سے بالکل الگ ہو جاتی ہے،

حضرت جگرؔ کا کلام سراپا جوش بیان سے لبریز ہے، جسکا احساس ذوق صحیح کافی طور پر کر سکتا ہے، اسلیے ہم طوالت کے لحاظ سے صرف مذکورہ بالا اشعار پر اکتفا کرتے ہین،

وسعت تخیل | حضرت جگرؔ کی یہ وہ دوسری خصوصیت ہے، جسکی بنا پر وہ تمام شعرا سے علانیہ ممتاز

نظر آتے ہین، اکثر وہ غزلون مین ایک دو قافیے منتخب کر لیتے ہین، اور انہی کو مختلف پہلوؤن سے باندھتے ہین لیکن لطافت خیال کو کبھی ہاتھ سے جانے نہین دیتے، تمکو اس قسم کی اکثر مثالین دیوان مین ملینگی، جن سے تم کو حضرت جگر کی وسعت تخئیل کا کافی طور پر اندازہ ہو جائیگا، ہم اس موقع پر صرف ایک مثال پر اکتفا کرتے ہین،

بہار شعرا کا نہایت پامال موضوع سخن ہے، جسپر مختلف طریقون سے طبع آزمائیان کیجا چکی ہین، اب دیکھو، حضرت جگر اپنی وسعت تخئیل سے ایسی پامال میدان مین کیا گوناگون عالم پیدا کرتے ہین،

چمن مین راس کب مجکو ہوئے روزگار آئی — قفس ہی میری قسمت مین لکھا تھا جب بہار آئی

مقید ہو گئے ای صیاد جسدن سے ہزار آئی — وہی دن ہی کہ پھر اب تک نہ گلشن مین بہار آئی

کچھ ایسی جوش پر ابکے یہ چشم اشکبار آئی — قفس مین ٹوٹ کر سارے گلستان کی بہار آئی

اب آخر آشیان کے ذکر سے صیاد کیا حاصل — یہ کہدینا ہی کیا کم تھا کہ گلشن مین بہار آئی

وہ دیوانہ ہون مین جب سے بسایا مین نی زندانکو — نہ صحرا مین اُگے کانٹے نہ گلشن مین بہار آئی

قفس مین بھی لگا ہون مین جدا ہوتا نہین دم بھر — وہ عالم ہائے میرا خاتے پر جب بہار آئی

خزان مین سن تو لیتی تھی صدا تیری ہم ای بلبل — تجھے تو اور بھی چپ لگ گئی جب سی بہار آئی

قفس کا اور یکایک اسطرح جنبش مین آجانا — مگر معلوم ہوتا ہے کہ گلشن مین بہار آئی

کیا اردو شاعری اس تنوّع خیال کی کوئی مثال پیش کر سکتی ہے؟ جو لوگ یہ کہتے ہین، کہ گذشتہ شعرا کے ایسے دل و دماغ اب پیدا نہین ہو سکتے، یا شعراے لکھنؤ جو اپنی ژاژ خوائیون کے سامنے تمام دنیا کو ہیچ سمجھتے ہین، انکو الفاظ کے حدود سے گذر کر اپنے دعوے دن کو عملاً ثابت کرنا چاہیے،

جذبات نگاری شاعری در اصل جذبات نگاری کا نام ہے، یہی وہ موقع ہے، جہان شاعر کا اصلی جوہر ظاہر ہوتا ہے، ہمارے نزدیک شاعر کا حقیقی کمال یہ نہین ہے، کہ وہ دقیق فلسفیانہ نکتے پیدا کرتا ہے، یا نئی نئی تشبیہین اور استعارے اختراع کرتا ہے، بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ وہ عشق و محبت کے لطیف اور نازک جذبات اور احساسات کی تصویر کیونکر کھینچ سکتا ہے، یہین سے شاعر اور غیر شاعر کی سرحدین بالکل الگ ہو جاتی ہین، اگرچہ آج شعراے لکھنؤ بھی ضلع جگت اور رعایت لفظی کے حدود سے گذر کر جذبات نگاری کے مدعی نظر آرہے ہین، تاہم واقعہ یہ ہے کہ ابھی اس میدان مین ہمارے دوست سے بہت پیچھے ہین چنانچہ ایک مقطع مین حضرت جگر نے اسکی طرف اشارہ بھی کیا ہے،

لکھنؤ کی شاعری بے کیف ہے ابتک جگر گو بہت کچھ بندشین دست و گریبان ہو گئین

جو لوگ شاعری مین زبان سے زیادہ تر کام لیتے ہین، انکے کلام مین نازک اور لطیف جذبات کم ہوتے ہین، کیونکہ انکی توجہ تمامتر محاورہ بندی اور سلاست کیطرف مبذول رہتی ہے

لیکن حضرت جگر زبان کی صفائی اور سلاست کے ساتھ جذبات کا بھی لحاظ رکھتے ہین اور یہی ہمارے نزدیک انکے تاج کمال کا اصلی طرہ ہی، چند مثالین ملاحظہ ہون،

آخری وقت مین ہر عاشق کو معشوق کے جلوۂ دیدار کی تمنا ہوتی ہے، یہ خیال ہمارے شعرا کا عام موضوع سخن ہے، لیکن جس لطیف نکتہ تک حضرت جگر کی نظر پہونچی ہے انصاف یہ ہے کہ اسکی مثال اردو شاعری مین مشکل سے ملسکتی ہی، فرماتے ہین،

بُرا ہوتا ہی چشم بیکسی کا آخری منظر　　　الگ ہو بیٹھنا جسوقت جان مبتلا نکلے

غور کرو، کسقدر صحیح، بلند، اور لطیف جذبہ ہی، ایک سچے اور وفادار عاشق کو محبت مین اپنی تکلیف و راحت کا مطلق احساس باقی نہین رہتا، اسکو صرف دوست کی خاطر عزیز ہوتی ہے۔ وہ ہر طرح کے مصائب برداشت کرسکتا ہے لیکن وہ اسکو کبھی گوارا نہین کرسکتا، کہ اسکی وجہ سے دوست کے نازک دل کو ذرا سی ٹھیس بھی لگ جاے، اس بنا پر نزع کی حالت مین بھی جب وہ دنیا سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو رہا ہے، اپنے عزیز دوست کا نظارہ نہین کرنا چاہتا، صرف اسلیے کہ کہین یہ دلشکن اور حسرتناک منظر دیکھکر معشوق کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچے، ایک عاشق کے لیے جسکا دامن حیات صرف دوست کے جمال مبارک سے وابستہ ہی، اس سے بڑھکر اور کیا ایثار نفس ہوسکتا ہے،

اسی خیال کو نظیری نے بھی ادا کیا ہے،

دعا کنید بوقت شہادتم ادرا | کہ این دمیست کہ درہای آسمان بازست

لیکن صاحب ذوق سمجھ سکتا ہی، کہ جگر کے شعر مین جو خود فراموشانہ ایثار کی کیفیت موجود ہی، وہ نظیری کے شعر مین نہین ہی،

معشوق کو عاشق کے ادعاے محبت پر شبہہ ہی، عاشق بیتاب ہی، کہ کسی طرح درد دل کا اظہار کرے تاکہ دوست کے دل سے یہ شبہہ جاتا رہی، لیکن عاشق ایک عجیب کشمکش مین ہی، ایکطرف وہ اپنے درد دل کے اظہار کے لیے بیتاب ہی، اور دوسری طرف یہ مشکل ہی کہ دوست کے سامنے جاتے ہی اسکا سارا رنج و غم دور ہو جاتا ہے، کیونکہ دوست کے سامنے پریشان حالی کا قایم رہنا شان عاشقی کے خلاف ہی، اسلیے ثبوت دے تو کیونکر؟ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عاشق کبھی معشوق سے اظہار غم کر ہی نہین سکتا، اس لطیف نکتہ کو حضرت جگر اسطرح ادا کرتے ہین،

جاکے اس بزم مین دینا ہی غم دل کا ثبوت | کیا کرونگا جو مرا حال پریشان نہ رہا،

دیکھو، علاوہ طرز ادا کی سادگی کے "کیا کرونگا" نے اس کشمکش کو کس پُرکیف پیرایہ مین ادا کیا ہی، یہی لفظ کل شعر کی جان ہے،

عام شعرا صرف معشوق کے جلوون پر اکتفا کرتے ہین، لیکن حضرت جگر ایک قدم اور آگے بڑھتے ہین، یعنی محبوب کے جلوون کے دیکھنے سے جو مخصوص کیفیت نظر مین پیدا ہوتی ہے، اسکو بھی وہ چاہتے ہین کہ کاش مجسم میری آنکھون مین اتر آتی، اور مین اس سے لذت اندوز

ہوتا، چنانچہ فرماتے ہین،

جلوؤن کو ترے دیکھ کے جی چاہ رہا ہی — آنکھون مین اُتر آئے مرا کیف نظر بھی

یہ وہ شعر ہے، جسپر نہ صرف حضرت جگر بلکہ کل دنیاے شاعری ناز کرے، تو بجا ہی، کیف نظر سے تعشق ایک ایسا جدید خیال ہے، جسکی نظیر اردو شاعری کیا، فارسی شاعری بھی باوجود تنوع خیال اور وسعت مضمون کے مشکل سے پیش کر سکتی ہی،

عاشق بستر غم پر کروٹین بدل رہا ہے، اور دوست سامنے ہی، وہ ہجوم غم سے کہتا ہے کہ ذرا ٹھہر جا، اسلیے نہین کہ اسکو کسی قسم کی تکلیف ہی، بلکہ خیال یہ ہے کہ اس آشوب اضطراب سے معشوق کی حسرت دیدار کو کہین صدمہ نہ پہونچ جائے،

اے ہجوم غم سنبھلنے دے ذرا بیمار کو — ٹھیس لگ جائے نہ انکی حسرت دیدار کو

غور کرو، محض لفظ "انکی" نے شعر کو کسقدر عاشقانہ خلوص اور ایثار سے لبریز کر دیا ہی!

عالم عشق دل کی نیرنگیون کا جلوہ گاہ ہی، جہان ارباب ذوق پر مختلف کیفیتین طاری ہوتی رہتی ہین، کبھی ہجر مین تصور یار اسقدر غالب ہوجاتا ہی کہ عاشق کو وصل کی کیفیت محسوس ہونے لگتی ہے، کبھی وصل مین جوش نشاط اسقدر طاری ہوجاتا ہی کہ ایک بیخودی سی آجاتی ہے، اور عاشق کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہم دوست سے بالکل دور ہین، اس نازک کیفیت کو حضرت جگر اسطرح ادا کرتے ہین،

حسن کی سحر کاریاں عشق کے دل سے پوچھیے — وصل کبھی ہے ہجر سا ہجر کبھی وصال سا

دیکھو لفظ "سا" نے مفہوم کو کسقدر وسیع کر دیا ہے،

ہوس پرست شعرا وصل مین عجیب عجیب طرح سے کُھل کھیلتے ہین، لیکن ایک سچا عاشق جسکا دل محبت کی لطیف روحانی کیفیتون سے لبریز ہے، جب حریم یار مین پہنچتا ہی، تو ہجوم آرزو سے گھبرا اُٹھتا ہے، اور رفتہ رفتہ اس پر ایک بیخودی سی طاری ہوجاتی ہی یہانتک کہ صبح ہوجاتی ہی، اور وہ یونہی رات بھر مست اور بیخود پڑا رہتا ہی،

کسکو خبر ہے کیسے کٹی رات وصل کی — جب تک وہ میرے پاس تھے مین خود ہی دور تھا

اسی خیال کو مرزا ثاقب نے بھی ادا کیا ہے،

ہجران نصیب دل کو وصلت کا ہوش کب تھا — کہتا ہی مجھسے کوئی تیرے قریب تھا مین

لیکن جگر کے شعر سے کیا نسبت!

ہوس پیشہ عشاق تو آستانۂ محبوب پر پہنچکر طرح طرح کی شرمناک حرکتین کرتے ہین، لیکن ایک وفا پرور عاشق ہر حالت مین آداب محبت کا لحاظ رکھتا ہے، چنانچہ جب وہ حریم یار کا رخ کرتا ہے، تو بے شبہہ شوق کی وارفتگی کیوجہ سے اسکے دل مین بیباکی کے جذبات مشتعل ہوجاتے ہین، اور اسوقت اسکو محبت کی پابندیون کا احساس نہین رہتا، لیکن جب آستانۂ یار کے قریب پہونچتا ہی، تو دفعۃً جمال محبوب کا رعب اسکے قلب پر طاری ہوجاتا ہے، اور

اسکی آنکھین کھلجاتی ہین کہ اب ادب کا مقام ہے،

شوق نے توڑ ہی ڈالے تھے محبت کے قیود   ہوش آیا ہی پہنچکر در جانان کے قریب

ثانی مصرعہ کے پیرایۂ بیان مین جو مخصوص کیف پنہان ہے، وہ محتاج اظہار نہین،

آغاز عشق مین انسان پر ہر وقت ایک اضطرارانہ کیفیت طاری رہتی ہے، لیکن جون جون وہ عشق کے مدارج طے کرتا جاتا ہے، اسکا اضطراب سکون سے بدلتا جاتا ہے، یہانتک کہ بالکل خاموشی طاری ہو جاتی ہے، لیکن یہ سکون حقیقت مین سکون نہین ہوتا بلکہ انتہائی اضطراب کا نتیجہ ہوتا ہے، جو عشق کے تمام مراحل طے کرنیکے بعد حاصل ہوتا ہے،

عشق کی بے تابیان کب چھوڑ سکتی تھین مجھے   فرق اتنا ہے کہ آنکھون سے پنہان ہوگئین

اسی خیال کو فانی نے بھی ادا کیا ہے

دل کیون شب فراق تڑپ کر ٹھہر گیا   کیون اضطراب کیا تری صورت بدلگئی

شعر بے شبہہ نہایت اچھا ہے لیکن ذوق سلیم اندازہ کر سکتا ہے، کہ لفظ "اب" نے جگر کے خیال مین جو وسعت، بلندی اور لطافت پیدا کر دی ہے اس سے فانی کا شعر خالی ہے،

بیخودی غزل کا ایک عام موضوع سخن ہے، شعرا عموماً صرف اتنا کہکر رہ جاتے ہین کہ ہم ہجوم شوق مین بالکل گم ہوگئے، لیکن حضرت جگر اس سے ایک نہایت لطیف نکتہ پیدا کرتے ہین،

عشق مین گم گشتگی شوق راس آئی مجھے   تھی جو میرے دلمین حسرت اب وہ انکے دل مین ہے

یعنی جب عشق مین ہم ہجوم شوق سے بالکل بیخود اور گم ہوگئے، اور معشوق کے دیدار سے ایک گونہ بے نیازی سی ہوگئی، تو خود اوسکو ہمارے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا، اور یہی ایک عاشق کی تمناؤن کی سب سے بڑی معراج ہے کہ معشوق کے دل مین اسکے دیکھنے کی خواہش پیدا ہوجائے اور یہ آرزو گم گشتگی شوق کے ذریعہ سے پوری ہوگئی، یعنی بجائے اسکے کہ ہمارے دل مین معشوق کے دیکھنے کی حسرت ہو، اب خود معشوق ہی کا دل ہمارے دیدار کے لیے مضطرب ہے،

زندان کو شعرا عموماً ایک معمولی چیز سمجھتے ہین، لیکن حقیقت یہ ہی کہ زندان محبت کی شان دشت و بیابان کی خاک چھاننے سے بہت زیادہ بلند ہی، چنانچہ حضرت جگر فرماتے ہین،

دھجیان اُڑگئین صحرائے جنون کی بھی تمام پھر بھی اپنے کو نہ مین لائق زندان سمجھا،

یعنی باوجود صحرائے جنون کی دھجیان اڑا دینے کے مین اپنے کو زندان عشق کا مستحق نہین سمجھتا، کہ ابھی اسکے لیے بہت سے مدارج طے کرنے باقی ہین،

اہل ہوس کے لیے تو معشوق کے صرف ناز و انداز ہی کافی ہوتے ہین، لیکن ارباب نظر کے نزدیک ان سب کی کوئی وقعت نہین، چنانچہ حضرت جگر فرماتے ہین،

کہان کے غمزۂ وشوخی کہان کے ناز و ادا وہ تیر اور ہی تھا جو جگر کے پار ہوا

وہ تیر، وہ ناممکن البیان سحر کیا تھا، اسکو صرف وہ لوگ سمجھ سکتے ہین جنھون نے ایک دردمند دل لیکر حریم حسن کی سیر کی ہے،

ظاہر پرست شعرا بہار کیلیے لالہ و گل کے محتاج رہتے ہین، لیکن حضرت جگر ان سب سے بے نیاز ہین

بھرے ہوی ہین نگاہون مین حسن کی جلوے　　یہ کیا مجال جہان مین ہون اور بہار نہ ہو

یہی جوش محبت مین ڈوبے ہوے لطیف اور بلند جذبات ایوان شاعری کی حقیقی نقش و نگار ہین،

نکتہ آفرینی زبان پرست شعرا کے کلام مین اکثر نکتہ آفرینی کا عنصر بہت کم ہوتا ہی، لیکن حضرت جگر اس سے مستثنیٰ ہین، وہ اگرچہ زبان کی صفائی اور سلاست کا خاص طور پر لحاظ رکھتے ہین، تاہم وقت نظر کو ہاتھ سے جانے نہین دیتے، چند مثالین ملاحظہ ہون،

خیال یار مین محو ہو جانا عام شعرا کے نزدیک ایک آسان کام ہی، یعنی زبان خاموش ہوئی اور خیال یار مین محو ہو گئے لیکن حضرت جگر اسکو محویت نہین سمجھتے،

زبان گو چپ ہوئی دل مین تلاطم ہر دہی برپا　　نہ آیا آجتک محو خیال یار ہو جانا

ابتدا مین چونکہ عشق کی دشواریان سخت معلوم ہوتی ہین، اسلیے عاشق کو جینا ناممکن سا نظر آتا ہے، لیکن جب عشق کے انتہائی درجہ تک پہونچ جاتا ہی، تو یہ تمام مصائب راحت سے بدل جاتے ہین، اور اسکو ایک خاص لذت محسوس ہونے لگتی ہے، یہانتک کہ اب اسکو مرنا مشکل ہو جاتا ہے، کیونکہ بخلاف پہلے کے اب اسکو ہر مصیبت لذت بخش نظر آتی ہے، اسلیے وہ اسکو آسانی سے ساتھ برداشت کرے جاتا ہی، اس نازک نکتہ کو حضرت جگر

یون ادا کرتے ہین،

ابتدا وہ تھی کہ تھا جینا محبت مین محال — انتہا یہ ہے کہ اب مرنا بھی مشکل ہوگیا

خزان دراصل کوئی چیز نہین، بلکہ صرف ضعف نظر کا نتیجہ ہی،

خزان نہ تھی چمنستان دہر مین کوئی — خود اپنا ضعف نظر پردۂ بہار رہوا

یعنی چونکہ خود اپنی نظر مین ضعف اور افسردگی چھائی ہوئی تھی، اسلیے ہکو ہر چیز دست خزان کی ستم زدہ نظر آتی تھی، حالانکہ اصل مین یہ ہماری نظر کا قصور تھا، غور کرو، کسقدر صحیح فلسفہ ہی،

اسی نکتہ کو ایک دوسرے شعر مین بھی ادا کیا ہے،

کہان کے سرو صنوبر کہان کے لالہ وگل — نگاہ ہی مین جو کیفیتِ بہار نہ ہو

عام طور پر ہمارے شعرا صرف اسی قدر کہکر رہ جاتے ہین، کہ معشوق کی نگاہین اسقدر مست ہین، کہ جو دیکھتا ہے مست ہو جاتا ہے، لیکن حضرت جگر کہتے ہین، کہ ہر شخص اپنے حوصلۂ دل کے مطابق معشوق کی نگاہون سے مست ہوتا ہے، معشوق کی عنایت مین کوئی زیادتی یا کمی نہین ہوتی، بلکہ اپنا اپنا دل ہی، اور اپنا اپنا حوصلہ جس دل مین جس قدر قابلیت اثر پذیری کی ہوتی ہے، اسی قدر معشوق کی نگاہون سے متاثر ہوتا ہے، اس بلیغ نکتے کو یون ادا کرتے ہین،

اس چشم میفروش سے کوئی نہ بچ سکا — سب کو بقدرِ حوصلۂ دل سرور تھا

گلستان کی تمام شعرا سیر کرتے ہین، لیکن بجز حضرت جگر کے گلستان کے قریب کسیکو بیابان کے وجود کی ضرورت محسوس نہین ہوئی،

عشق مین سیر گل و لالہ ہی تمہید جنون　　چاہیے ایک بیابان بھی گلستانکے قریب

یعنی چونکہ بہار کا سامان دیکھکر جنون کے جذبات برانگیختہ ہوتے ہین، اسلیے ایک بیابان کی بھی ضرورت ہی، کہ سیر گل کے ساتھ ساتھ جذبات جنون بھی ادا ہو جائین،

بے حجابی مین حجاب ابتک ایک عقدۂ لاینحل ہی، اس گرہ کو حضرت جگر اسطرح کھولتے ہین،

نظر کی ناکامیابیون نے یہ راز ظاہر کیا بالآخر　　کہ بے حجابی مین بھی ہی تیری ہزار رنگ حجاب پیدا

یعنی حجاب صرف نظر کی ناکامیون کا نتیجہ ہے،

جنون بظاہر ایک آسان کام معلوم ہوتا ہے، اور ہر شخص یہ سمجھتا ہی کہ دیوانہ بنجانا کوئی مشکل بات نہین، لیکن حقیقت یہ ہے کہ عشق مین دیوانگی کو مخصوص درجہ حاصل ہی، ہر شخص دیوانہ نہین بن سکتا، اسکے حصول کے لیے متعدد مدارج طے کرنے پڑتے ہین جسکے واسطے ایک مدت درکار ہے، اس نکتہ کو حضرت جگر اسطرح ادا کرتے ہین؛

سخت مشکل سی پڑا آج گریبان پہ ہاتھ　　مین سمجھتا تھا کہ یہ فاصلہ کچھ دور نہین

ایک ایک لفظ پر غور کرو کسقدر معنویت سے لبریز ہے!

ان اشعار سے تم حضرت جگر کی نکتہ سنجیون کا کسی حد تک اندازہ کر سکتے ہو، علاوہ

ے اور بھی مثالین ملسکتی ہین، لیکن ہم طوالت کے خوف سے قلم انداز کرتے ہین،

ات شاعر کا ایک بڑا کمال عشق کے مختلف حالات و واقعات کی مصوری ہی، حضرت

ے کے کلام مین، یہ خصوصیت اکثر نمایان رہتی ہے، چند مثالین ملاحظہ ہون،

عاشق کو اظہار شوق پر دفعتہً حجاب آ جاتا ہی، اس نازک اور پُر کیف حالت کا سمان

ن الفاظ مین کھینچتے ہین،

مجھے جو عرض تمنا پہ کچھ حجاب آیا　　　　مرے سوال کی شرمندگی سوال ہوئی

ایک ایک لفظ پر غور کرو، کسقدر نزاکت اور رنگینی مین ڈوبا ہوا ہے،

ہجر کی بے تابانہ حالت کو اسطرح دکھاتے ہین،

اللہ اللہ درد ہجر یار کی بے تابیان　　　　جو نگہ اٹھتی تھی وہ اک مستقل افسانہ تھی

صاحب ذوق جانتا ہے کہ لفظ "مستقل" نے شعر مین کیا لطافت پیدا کر دی ہی،

ابتدائی رسم و راہ کی کیفیت کا نقشہ اسطرح کھینچتے ہین،

وہ ہے آجتک مجھی پہلے پہل کی رسم و راہ　　　　کچھ انھین اجتناب سا کچھ مجھے احتمال سا

"اجتناب" اور "احتمال" کے الفاظ سے جو وسیع اور نازک مفہوم ادا کیا گیا ہے، وہ محتاج

بیان نہین،

عاشق کوچہ یار مین جاتا ہے، اپنا جوش محبت اور معشوق کی بے اعتنائی دیکھکر دفعتہً

اسکی آنکھین آنسوؤن سے لبریز ہوتی ہین، اس پر درد حالت کو اسطرح دکھاتے ہین،

ہائے یہ جوش ربط وضبط ہای بے تعلقی　　اشک بھر آئے آنکھ مین کوچۂ یار دیکھکر

عاشق کی بربادی کا معشوق کو صدمہ ہی، وہ عاشق کی قبر پر جاتا ہی، اسوقت جو حالت اسپر طاری ہوتی ہے، اسکو اسطرح بیان کرتے ہین،

مٹاتے وقت تو انجام تک نظر نہ گئی　　کھڑے ہین اب مری تربت پہ سر جھکائے ہوئے

عاشق ضبط کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور تھوڑی دیر تک کسی نہ کسی طرح ضبط بھی کرلیتا ہے، لیکن دفعۃً کچھ ایسی خلش سی دل مین اٹھتی ہے، کہ وہ پھر بے اختیار ہو جاتا ہے دیکھو اس حالت کو کس نزاکت سے ادا کرتے ہین؛

کچھ ایسی ٹھیس لگی انتہاے ضبط پہ بھی　　ٹپک پڑی مری حسرت مری نگاہ ہوکر

ایک ایک لفظ پر غور کرو، تو تمکو خود ہی کیفیت محسوس ہو گی، یہی مصوری کا اصلی کمال ہے معشوق کی مجسم تصویر اسطرح کھینچی ہے،

وہ مست مانند رند آنکھین وہ سرخ مثل شراب عارض　　جو ہین مجسم شراب آنکھین تو ہر سراپا شباب عارض

معشوق کچھ مائل التفات نظر آتا ہی، اسوقت جو ہیجان عاشق کے دل مین پیدا ہوتا ہے اسکو یون ادا کرتے ہین،

شوق نے چٹکیان سی لین حسرت دل مچل گئی　　میری طرف بڑھا ہوا دامن یار دیکھکر

جوش شباب کا سمان اسطرح دکھاتے ہین،

جوانی آتی ہی اپنر قیامت کی بہار آئی　　نظر بیگانہ وار اٹھی حیا مستانہ وار آئی

"بیگانہ وار" کا لفظ خاص لحاظ کے قابل ہے،

صوفی کی تصویر ان الفاظ مین کھینچی ہے،

گم شدگان عشق کی شان بھی کیا عجیب ہے　　آنکھ مین اک سرور سا چہرے پر اک جلال سا

مسلسل ناکامیونکی وجہ سے عاشق بالکل مایوس ہو کر بیٹھ گیا ہی کہ دفعۃً جلوۂ یار کی جھلک نظر آتی ہے، لیکن اسکو یقین نہین آتا، اور تھوڑی دیر تک یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب محض فریب نظر ہی اس حالت کا مرقع یون کھینچتے ہین،

بہ ہیم ہجوم یاس سے آتا نہین یقین　　تم میرے سامنے ہو کہ دھوکا نظر کا ہی

معشوق کی مستانہ کیفیت کا نقشہ اسطرح کھینچتے ہین،

برس رہا ہی یہ رنگ مستی کہ ہوش باقی نہین کسیکو　　نگاہین انکی جھکی ہوئی ہین پلا رہا ہی شراب عارض

سوز واثر| میرے نزدیک یہی چیز شاعری کی جان ہی، حضرت جگر کو قدرت نے ایک دردمند دل عطا کیا ہے، اور چونکہ بادۂ تصوف کے بھی ذوق شناس ہین، اسلیے جو حرف انکے منھ سے نکلتا ہے، تاثیر مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے، ہم اس موقع پر صرف چند مثالون پر اکتفا کرتے ہین،

اُٹھتے ہی ہاے یار کے باغ کا باغ اجڑ گیا
پھول بھی ہین تباہ سے سبزہ بھی پائمال سا

جسپہ کچھ رحم کی امید بندھی رہتی تھی
ہاے وہ قطرۂ خون بھی سرِ مژگان نہ رہا

سوزِ غم دیکھ نہ برباد ہو حاصل میرا
دل کی تصویر ہے ہر آبلۂ دل میرا

ہاے اس درد کی قسمت جو ہو دلکا شریک
ہاے اس دل کا مقدر جو بنا دل میرا

تقدیر نے اسے بھی نظر سے چھپا دیا
روتے پلٹ کے گردِ پسِ کاروان سے ہم

ہرچند شمع کر سکی پروانے کو نہ منع
لیکن سحر تک آنکھ سے آنسو روان رہے

ہر شاخ پر ہے باغ مین صیاد کی نگاہ
مطلب یہ ہے کہین نہ مرا آشیان رہے

اب قفس مین ہوش آیا تو یہ حیرت ہو رہی ہین
کسطرح آنکھون سے لٹتے آشیان دیکھا کیے

جی بھر آیا ناتوانی پر جو لاہ شوق مین
دیر تک ہم نقشِ پاے رہروان دیکھا کیے

کیسی سیرِ لالۂ و گل، باغ مین جبتک رہے
دستِ گلچین یا نگاہِ باغبان دیکھا کیے

اس سے بڑھکر حسرت اور افسردگی کا اور کیا عالم ہو سکتا ہے، کہ باغ مین رہ کر انسان بہار کی کیفیتون سے لطف نہ اُٹھا سکے!

سب ہو گئے اٹھ اٹھکر اکبار نثار شمع
پروانون نے کیا جانے کیا وقت سحر دیکھا

مجھ ناتوان عشق کو سمجھا ہے تمنّٰی کیا
دامن پکڑ لیا، تو چھڑایا نہ جائیگا

یہ وہ اشعار ہین جنکی روحانی کیفیت اور لطافت الفاظ کے بارِ گران کی متحمل نہین

ہو سکتی، اسکا احساس صرف وجدان سلیم سے وابستہ ہے،

تصوف | حضرت جگرؔ کے کلام مین اس شراب دو آتشہ کی بھی مستی نظر آتی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ انکا ہر شعر اہل ذوق کے قلب پر جو بجلیان گراتا ہے، وہ اسی وادی ایمن کی شرر باریان ہین، نمونۃً ہم چند تصوف آمیز اشعار درج ذیل کرتے ہین،

ہے مآل کار فنا یہی کہ اُنہی کا رنگ عیان رہے — نہ نظر ہماری نظر رہے نہ زبان ہماری زبان رہے

یعنی کمال عشق کا تقاضا یہ ہے کہ عاشق ہمہ تن معشوق کی اداؤن کا آئینہ بنجائے اور اپنے کو بالکل اسکی رضا پر چھوڑ دے،

ہٹے اگر دل سے زنگ غفلت کھلے اگر دیدۂ حقیقت — تو خاک دلکا ہر ایک ذرہ کریگا سو آفتاب پیدا

کہان کا میخانہ کسکا ساقی، اور بڑھنی دو بیخودی کو — یہی بنائیگی جام و ساغر یہی کریگی شراب پیدا

یہ نہ پوچھو دہر مین کب سے مین اسیطرح خانہ خراب ہون — جو نہ مٹ سکا وہ طلسم ہون جو نہ اٹھ سکا وہ حجاب ہون

مجھے غیر سمجھین نہ اہل دل ہمہ تن اگرچہ حجاب ہون — جو نہان ہے میری نظر سے بھی مین اسیکی رخ کی نقاب ہون

ذرہ ذرہ مے توحید کا میخانہ ہے — کسقدر عام ترا جلوۂ مستانہ ہے

وہی گل ہے وہی بلبل وہی پروانہ ہے — شان ہر ایک مگر رنگ جداگانہ ہے

اللہ اللہ یہی وارفتگی عشق مری — ہجگہ ہون کہ جہان حسن بھی دیوانہ ہے

دل کی خاکستر کو اے غافل حقارت سے نہ دیکھ — اسمین جو چنگاریان ہین بخت ایمن مین نہین

بھلا کر خود کو غافل رحم کا تو مستحق ہوگا — کہ گل بوٹے بھی بنجائینگے جب سادہ ورق ہوگا

یعنی انسان کا قلب اسی وقت تجلیات الٰہی سے منور ہو سکتا ہے، جب وہ خودی کی آلایش سے بالکل پاک ہو،

جدّت ادا | اکثر مضامین ایسے ہین جو مدتون سے بندھتے چلے آتے تھے، لیکن بجاے خود معمولی مضمون تھے، جنمین کوئی دلفریبی نہ تھی، حضرت جگر کے حسن اسلوب اور جدت ادا نے انکو زیادہ لطیف اور دلاویز کر دیا ہے، مثلاً سب یہ کہتے ہین کہ معشوق کی یاد مین ہمارا دل سراپا یاد بن گیا ہے، حضرت جگر اسی بات کو اس انداز سے کہتے ہین

کچھ کھٹکتا تو ہے پہلو مین مرے رہ رہ کر — اب خدا جانے تری یاد ہے یا دل میرا

یعنی میرا دل تیری یاد مین اسقدر محو ہو گیا ہے کہ اب مجکو اسکا امتیاز کرنا بھی مشکل ہے کہ آیا میرے پہلو مین جو ایک کھٹک سی محسوس ہوتی ہے، وہ حقیقت مین تیری یاد کی خلش ہے، یا میرا دل ہے، خلاصہ یہ کہ میرا دل سراپا یاد بن گیا ہے، لیکن وہ اسکو یقین کے ساتھ نہین کہہ سکتا، اس ابہام نے غور کرو، خیال مین کسقدر لطافت پیدا کر دی ہے!

جوش جنون مین عاشق کا تمام بدن کانٹون کے زخمون کیوجہ سے لالہ زار بنجاتا ہے اس خیال کو شعرا نے مختلف طریقون پر ادا کیا ہے، لیکن جس لطافت، جس جدت، جس رنگینی سے حضرت جگر نے اس حالت کو بیان کیا ہے، انصاف یہ ہے کہ اسکی نظیر اردو

ـاعری مین نہین مل سکتی،

دست جنون عشق کی گلکاریان نہ پوچھ ڈوبا ہوا ہون سر سے قدم تک بہار مین

یہ ایک عام خیال ہی کہ دنیا کی ہر چیز مین حسن یار کی جھلک نظر آتی ہے، حضرت

جگر نے اپنی جدت ادا سے اسمین ایک خاص لطف پیدا کر دیا ہی،

ہر قدم پر، ہر روش پر، ہر ادا پر، ہر جگہ دیکھنا پڑتا ہے انداز نگاہ یار کو

لفظ "پڑتا ہے" خاص لحاظ کے قابل ہی،

مرنے کے بعد بھی راحت سے محروم رہنا شعرا کا عام موضوع سخن ہے، لیکن دیکھو

حضرت جگر اسکو کس انداز سے بیان کرتے ہین،

آکر تہ زمین بھی نہ راحت ہوئی نصیب تربت کا ذرہ ذرہ ہمین آسمان ہی اب

انتہائے اضطراب کا نتیجہ سکون ہوتا ہے، یہ ایک عام خیال ہی، جسکو حضرت جگر

اسطرح ادا کرتے ہین،

بے تابیون نے کام دیا دست ناز کا آخر لپٹ کے سو گئے در و نہان سی ہم

چند مثالین اور ملاحظہ ہون،

کچھ داغ دل سی تھی مجھے امید عشق مین اب رفتہ رفتہ وہ بھی چراغ سحر ہوا

نقاہت یہ کہ مشکل آنسوؤن کا پونچھ لینا بھی جنون ایسا کہ جو کچھ سامنے آیا گریبان تھا

قید قفس مین یاد بہار آتی ہے مجھے | نشتر بنے ہوے ہین پر و بال آجکل
محفوظ اک جگہ بھی نہین جسم زار مین | خود بن گیا ہون اپنا گریبان بہار مین

غرض اس قسم کی مثالین تمکو بکثرت دیوان مین ملسکتی ہین، جنکو ہم طوالت کے خوف سے قلم انداز کرتے ہین،

تم نے دیکھا! مذکورہ بالا مضامین حضرت جگر کے ذاتی سرمایہ نہین بلکہ گذشتہ شعرا کے کلام سے ماخوذ ہین، لیکن ہمارے دوست نے انکا اسلوب بیان کو اسطرح بدل دیا ہے کہ یہ نہین معلوم ہوتا کہ یہ موتی انہین قطرون سے بنے ہین؛

زبان| ہر صنف شاعری کیلیے ایک مخصوص زبان ہوتی ہی، جسکے بغیر اس صنف مین کمال پیدا کرنا ناممکن ہی، قصیدہ کی زبان مین شان وشوکت ہونی چاہیے، مرثیہ مین سوز و درد کا ہونا لازمی ہی، اسی طرح غزل کی زبان بھی مخصوص ہی، یعنی لطیف شیرین صاف اور شستہ ہوتی ہی، غزل در اصل عاشق ومعشوق کی گفتگو کا نام ہی، اسلیے اقتضاے بلاغت یہ ہے کہ جسقدر عشق ومحبت کے جذبات نازک اور لطیف ہوتے ہین، اسیقدر جو زبان غزل کیلیے اختیار کیجاے، اسکا نازک اور لطیف ہونا ضروری ہے، ورنہ تغزل ایک نغمۂ بے آہنگ ہے، حضرت عزیز کی ناکامی کا سب سے بڑا راز یہی ہے کہ انھون نے غالب کی بڑی بڑی فارسی ترکیبون کو غزل کی زبان کیلیے موزون سمجھا، لیکن حضرت جگر جنکو قدرت نے مذاق سلیم عطا کیا تھا، اس رمز سے بخوبی واقف تھے، اسلیے انھون نے جو زبان غزل کے لیے اختیار کی، وہ

ہر حیثیت سے اپنے اظہار مقصد کیلیے مناسب و موزون تھی، اور یہی انکی کامیابی کا حقیقی راز ہی، انکو حضرت عزیز کیطرح فلسفہ کے خشک مسائل کی تشریح مقصود نہتھی، بلکہ صرف اسرار حسن وعشق کی پردہ کشائی منظور تھی، اور اسمین جس حد تک وہ کامیاب ہوئے ہین، اسکا اندازہ ہر صاحب ذوق انکے کلام سے کر سکتا ہے

غرض حضرت جگر کو زبان پر غیر معمولی قدرت حاصل ہی، اسلیے جو خیال چاہتے ہین، نہایت لطیف، صاف، اور سادہ طریقہ پر ادا کر دیتے ہین، کبھی کبھی فلسفہ بھی لکھ جاتے ہین، لیکن شاعرانہ لطافت کو ہاتھ سے جانے نہین دیتے، چنانچہ یہ محسوس نہین ہوتا کہ فلسفہ لکھ رہے ہین، اسکی چند مثالین نکتہ آفرینی کے عنوان مین گذر چکی ہین، اسلیے اس موقع پر ہم قلم انداز کرتے ہین،

حضرت جگر کی قدرت زبان کا اندازہ وہان ہوتا ہی جہان وہ صرف ایک دو لفظون سے پورے شعر مین جان ڈالدیتے ہین، چنانچہ وہ مخصوص الفاظ اگر نکال لیے جائین، تو شعر بالکل برباد ہو جاتا ہے، یہ ہمارے دوست کا خاص انداز ہے، چند مثالین ملاحظہ ہون،

محشر مین بات بھی نہ زبان سے نکل سکی
کیا جھک کے اس نگاہ نے سمجھا دیا مجھے

لاؤ اسے بھی رکھدین اٹھا کر شبیہ حال
حائل جو اک خفیف سا پردہ نظر کا ہے

دل رکھدیا ہے سامنے لا کر خلوص سے
آگے اب اسکے کام تمہاری نظر کا ہے

آچلا تھا رحم وقت نزع چشم یار کو
اور لینی تھین ابھی کچھ ہچکیان بیمار کو

رات بھر جسطرح گذری کچھ نہ پوچھو دلکے ساتھ
صبح تک کھا ہر جا ہاتھون ہاتھ اس بیمار کو

برسائی آنسوؤن کی جھڑی چشم یار نے　　　کیا اٹھکے کھدیا مری خاک مزار نے

تاب اس بزم مین دیدار کی لائی نہ گئی　　　ہمنے چاہا بھی مگر آنکھ اٹھائی نہ گئی

خط کشیدہ الفاظ پہ غور کرو، وہی پورے شعر کی جان ہین،

ابتذال سی پرہیز علاوہ زبان کی صفائی، سادگی، اور سلاست کے حضرت جگر کا بڑا کمال یہ ہی کہ انکا کلام ابتذال سی تقریبًا پاک ہی، چونکہ علاوہ شاعر ہونیکے سخن شناس بھی ہین، اسلیے وہ ہمیشہ اسکا لحاظ رکھتے ہین، کہ کوئی مبتذل اور بازاری لفظ یا کوئی ایسا خیال جسمین کوئی رکیک پہلو پیدا ہو انکے کلام مین نہ آنے پائے، جو لوگ زبان پرست ہوتے ہین، انکا کلام اکثر ابتذال سی بریز ہوتا ہی، چنانچہ داغ کو دیکھو کہ باوجود ایک بلند پایہ شاعر ہونیکے اسکے کلام مین اکثر بازاریت نمایان رہتی ہی لیکن یہ صرف حضرت جگر کا کارنامۂ فخر ہے، کہ باوجود زبان پرستی کے انکا دامن شاعری ابتذال کی آلایش سے پاک ہے،

حضرت جگر کی خصوصیات شاعری ایک ایک کرکے ناظرین کے پیش نظر ہین، اور اب ہم انکو اجازت دیتے ہین، کہ وہ دوسرون کے کلام سے انکا موازنہ کرین، اور انصاف سے دیکھین کہ دونون مین شاعرانہ حیثیت سے کیا فرق و امتیاز ہی، دنیا مین کوئی شاعر اس بات کا ہرگز دعویٰ نہین کرسکتا کہ اسکا کلام سرتاپا حسن و خوبی ہی، اسلیے بہت ممکن ہی کہ حضرت جگر کے کلام مین کچھ کمزوریان ہون تاہم میرا یہ دعویٰ ہی کہ تغزل کے لحاظ سے اس وقت کوئی انکا ہمسر نہین

مرزا احسان احمد بی۔ اے،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل بزم مین اک حسن سراپا نظر آیا   اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا

کثرت مین بھی وحدت کا تماشا نظر آیا   جس رنگ مین دیکھا تجھے یکتا نظر آیا

جب اک رخ پر نور کا جلوا نظر آیا   کعبہ نظر آیا نہ کلیسا نظر آیا

یہ حسن یہ شوخی یہ کرشمے یہ ادائین   دنیا نظر آئی مجھے تو کیا نظر آیا

اک سرخوشی عشق ہے اک بیخودی شوق   آنکھون کو خدا جانے مری کیا نظر آیا

سمجھے تھے کہ خلوت مین ملینگے ہمین تنہا   اک حشر کا عالم پس پردا نظر آیا

جب دیکھ نہ سکتے تھے تو دریا بھی تھا قطرہ   جب آنکھ کھلی قطرہ بھی دریا نظر آیا

قربان تری شان عنایت کے دل و جان   اس کم نگہی پر مجھے کیا کیا نظر آیا

ہر رنگ ترے رنگ مین ڈوبا ہوا نکلا   ہر نقش ترا نقش کف پا نظر آیا

آنکھون نے دکھا دی جو ترے غم کی حقیقت   عالم مجھے سارا تہ و بالا نظر آیا

پھر شوق جراحت نے دیا درد کا پیغام   پھر زخم جگر آج مجھے وا نظر آیا

ہر قلب کو دیکھا ترے جلوؤن سی منور   ہر بزم مین تو انجمن آرا نظر آیا

سپہرِ دین کے جو ہین آفتاب آتے ہین
اُٹھو اُٹھو کہ رسالت مآب آتے ہین

نہین یہ داغِ غمِ مصطفٰی بعدم والو
بغل مین دابکے ہم آفتاب آتے ہین

سرور کم نہ کبھی ہوگا اب قیامت تک
خمِ حجاز کی پی کر شراب آتے ہین

کوئی یہ جا کے درِ پاک پر خبر کر دے
خراب حال بحالِ خراب آتے ہین

کہو یہ حضرت موسٰی سے اب سنبھل جائین
حضور آتے ہین اور بے نقاب آتے ہین

وہ رند ہون کہ صبوحی کے واسطے ہر روز
فرشتے لے کے خُمِ آفتاب آتے ہین

غلام شاہ مدینہ ہون کیا کہون اب اور
مجھے سوال نہ یارب جواب آتے ہین

فرصت کہان کہ بات کرین آسمان سے ہم
لپٹے پڑے ہین لذتِ دردِ نہان سے ہم

بیتاب تھے جو نزع مین دردِ نہان سے ہم
کچھ دور آگے بڑھ گئے عمرِ روان سے ہم

کبتک رہین گے دور ترے آستان سے ہم
اب پہنچے شرط باندھ کے عمرِ روان سے ہم

تا عمر آہ! کنجِ قفس دیکھنا پڑا
اُڑ کر چلے تھے چار قدم آشیان سے ہم

اے چارہ ساز حالتِ دردِ نہان نہ پوچھ
اک راز ہی جو کہہ نہین سکتے زبان سے ہم

تقدیر نے اُسے بھی نظر سے چھپا دیا
روتے لپٹ کے گردِ پسِ کاروان سے ہم

سوجا مین ہون تو لذتِ آزار پر نثار
باز آئے چارہ سازیِ دردِ نہان سے ہم

بیٹھے ہی بیٹھے آگیا کیا جانے کیا خیال
پہرون پلنگ پہ لیٹکے روئے دلِ ناتوان سے ہم

پوچھینگے سرگذشت مصیبت کی ابتدا
لب کے اگر ملے دلِ حسرت نشان سے ہم

بے تابیون نے کام دیا دستِ ناز کا
آخر پلنگ پہ لیٹکے سو گئے دردِ نہان سے ہم

بھر آیا دل جو کاہشِ پیہم سے اے جگر
آخر کو اُٹھ کھڑے ہوئے بزمِ جہان سے ہم

نہ چھیڑ اُن کے تصور مین اے بہار مجھے
کہ بوئے گُل بھی ہی اسوقت ناگوار مجھے

تڑپ کے رُوح نکلجائے گی مری صیاد
سنا قفس مین نہ کیفیتِ بہار مجھے

نگاہِ یاس ذرا تو بھی کام کر اپنا
کہان وہ چھوڑ کے جاتے ہین بیقرار مجھے

تمہارا وعدہ دیدار میرا جذبہ شوق
بنا نہ دے کہین تصویرِ انتظار مجھے

ہجومِ یاس مین کوشش نہ کوئی کام آئی
تسلیون نے کیا اور بیقرار مجھے

کہین مرا دلِ گم گشتہ ہو نہ خاک بسر
کہ دُور تک نظر آتا ہی اِک غبار مجھے

جنون کی خیر ہو یارب کہ ضعف کے ہاتھون
رہا نہ جیب و گریبان پہ اختیار مجھے

وہ میرا نزع کی حالت مین کروٹین لینا
وہ اُسکا دیکھنا حسرت سے بار بار مجھے

رُخ پہ جھونکون سے جو وہ زلفِ دوتا پھرتی ہی
کیسی بل کھاتی ہوئی بادِ صبا پھرتی ہے

پاس جاناِ دلِ بیتاب سنبھل کر شبِ وصل
نیچی نظرون مین چھُری بنکے حیا پھرتی ہے

کچھ ہمین جانتے ہین لطف ترے کوچے کے
ورنہ پھرنے کو تو مخلوقِ خدا پھرتی ہے

مدد اے جذبۂ دل، حوصلہ اے دردِ فراق
مجھ سے مل کر نگہِ ہوش رُبا پھرتی ہے

بھول سکتا ہون کہین اُنکی محبت کے مزے
میری آنکھون مین اب اک ایک ادا پھرتی ہے

دردِ فراق و داغ تمنّا دیا مجھے
اے عشق تیری خیر ہو یہ کیا دیا مجھے

محشر مین بات بھی نہ زبان سے نکل سکی
کیا جھُک کے اُس نگاہ نے سمجھا دیا مجھے

مین اور آرزوے وصالِ پری رخان
اِس عشقِ سادہ لوح نے بھکا دیا مجھے

ہر بار، یاس، ہجر مین دل کی ہوئی شریک
ہر مرتبہ اُمید نے دھوکا دیا مجھے

اللہ رے تیغِ عشق کی برہم مزاجیان
میرے ہی خونِ شوق مین نہلا دیا مجھے

خوش ہون کہ حسنِ یار نے خود اپنے ہاتھ سے
اک دلفریب داغ تمنّا دیا مجھے

دنیا سے کھو چکا تھا مرا شوق انتظار
آوازِ پائے یار نے چونکا دیا مجھے

دعویٰ کیا تھا ضبطِ محبت کا اے جگر
ظالم نے بات بات پہ تڑپا دیا مجھے

پھر وہ نگاہِ شوق سے مستور ہو گئے
پھر جتنے زخمِ دل تھے بدستور ہو گئے

ہم اور اُن کے سامنے عرضِ نیازِ عشق — لیکن ہجومِ شوق سے مجبور ہو گئے
آئی ہے موت منزلِ مقصود دیکھکر — اتنے ہوئے قریب کہ ہم دور ہو گئے
دیکھین تو آنکھ کھول کے کچھ حضرتِ کلیم — کیا کیا معاملات سرِ طور ہو گئے

پیوست دل مین جب ترا تیرِ نظر ہوا — کس کس ادا سے شکوۂ دردِ جگر ہوا
سونا محال ہجر مین اب رات بھر ہوا — اِک جان کا عذاب یہ دردِ جگر ہوا
کچھ داغِ دل سے تھی مجھے امید عشق مین — اب رفتہ رفتہ وہ بھی چراغِ سحر ہوا
تھم تھم کے اُنکے کان مین پہنچی صدائے دل — اُڑ اُڑ کے رنگِ چہرہ مرا نامہ بر ہوا
سینے مین پھر بھڑکنے لگی آگ عشق کی — دامن سے پھر معاملہ چشمِ تر ہوا
رگ رگ نے صدقے کر دیا سرمایۂ شکیب — اللہ کس کا خانۂ دل مین گذر ہوا
اے بیکسیِ شوق کہانتک یہ چھیڑ چھاڑ — دامن تمام خونِ تمنّا سے تر ہوا
فریاد کیسی کسکی شکایت کہان کا حشر — دنیا اُدھر کو ٹوٹ پڑی وہ جدھر ہوا
وارفتگیِ شوق کا اللہ رے کمال — جو بے خبر ہوا وہ بڑا باخبر ہوا
تاثیرِ سوزِ عشق کی اللہ رے تیزیان — سر سے بلند شعلۂ داغِ جگر ہوا
حسرت اس ایک طائرِ بیکس پہ ہائے جگر — جو فصلِ گل کے آتے ہی بے بال و پر ہوا

اے کاش وہ حسرت زدۂ طور کو ملتی — جس آنکھ سے ہم حسنِ بتان دیکھ رہے ہین
ہر چند کہ تھمتے نہین آنسو صفتِ شمع، — بارے تری محفل کا سمان دیکھ رہے ہین
پھر آپ نے چھیڑی وہی گیسو کی حکایت — ہر چند کہ زورِ خفقان دیکھ رہے ہین
تا چند کرین ضبط مرے آبلۂ پا — سوکھی ہوئی کانٹونکی زبان دیکھ رہے ہین

وہ اُدھر محو تماشا، مین اِدھر مرعوب حُسن — وصل کی شب دونون جانب عالمِ تصویر ہے
میرے پہلو مین نہین ہے یہ دلِ خانہ خراب — میری بربادی کی جیتی جاگتی تصویر ہے
کس ادا پر جان دون؟ تو ہی بتا اے چشمِ یار — جس ادا کو دیکھتا ہون حُسن کی تصویر ہے

دونون کا حال عشق مین شامِل نہین رہا — مین ہوش مین رہا تو مرا دل نہین رہا
تم مجھسے چھوٹ کر رہے سب کی نگاہ مین — مین تم سے چھوٹ کر کسی قابل نہین رہا
دل کو نہ چھیڑ اے غمِ فرقت کہ اب یہ دل — تیرے بھی التفات کے قابل نہین رہا
اُٹھے ہین تیری راہ مین جب سے مرے قدم — احساس قرب و دوریِ منزل نہین رہا

کچھ بات بن پڑی نہ دلِ دادخواہ سے — کیا جانے کیا وہ کہہ گئے نیچی نگاہ سے

کوئی نہ بچ سکا تری قاتل نگاہ سے ذرّے بھی صدقے ہو گئے اُٹھ اُٹھ کے راہ سے
یہ جانتا ہون، جانتے ہو میرا حالِ دل یہ دیکھتا ہون دیکھتے ہو کس نگاہ سے

تجھکو تسلیم حسین ساری جماعت نے کیا دیکھ کیا کام مرے دردِ محبت نے کیا
کسطرح دل تری محفل سے بچا کر لاتا کہ تقاضے پہ تقاضا تری صورت نے کیا
اللہ اللہ رے تاثیرِ فغانِ شبِ ہجر خیر مقدم مرے نالون کا قیامت نے کیا

اس درجہ محو لذتِ رنج و محن ہوئے ناوک بھی اُس نگاہ کے جزوِ بدن ہوئے
ہر وقت تازہ چاہئین غم کی نشانیان جو داغ ابھی پڑے تھے وہ داغِ کہن ہوئے
غربت کا رشک بھی نہ گوارا ہوا جگر کتنے ہی میرے بعد غریب الوطن ہوئے

کیا خبر تھی خلشِ ناز نہ جینے دیگی یہ تری پیار کی آواز نہ جینے دیگی
قہر کی لاکھ نگاہون کی ضرورت کیا ہے لطف کی اِک نگہِ ناز نہ جینے دیگی
چین آتا ہی نہین مجھکو قفس مین یارب کیا مری حسرتِ پرواز نہ جینے دیگی

غم سے چھوٹون تو ادھر دیکھون مین　　دل کو رو لون تو جگر دیکھون مین
دل کو تھامون کہ جگر دیکھون مین　　اِک مصیبت ہی جدھر دیکھون مین
نگہِ یاس! اثر دیکھون مین،　　دامنِ یار بھی تر دیکھون مین
آشیان کے جو اُٹھا لون تنکے　　اپنے ٹوٹے ہوئے پر دیکھون مین
داغ ہی داغ نظر آتے ہین　　کس طرح قلب و جگر دیکھون مین
دم گھٹا جاتا ہے اے دستِ جنون　　چاک دامانِ سحر دیکھون مین
تیرے جلوؤن کے تصدق لیکن　　تیرے جلوے کو کدھر دیکھون مین
نہ وہ محفل ہے نہ وہ پروانے　　خاک اے شمعِ سحر دیکھون مین
دلِ دیوانہ یہ قسمت میری　　کہ تجھے خاک بسر دیکھون مین
نزع مین ڈھونڈھ رہی ہین آنکھین　　کاش انھین ایک نظر دیکھون مین

ستم کا عدو مستحق ہو گیا　　مرا دل سراپا قلق ہو گیا
سنانے چلے تھے انھین حالِ دل　　نظر ملتے ہی رنگ فق ہو گیا
جو کچھ بچ رہا تھا مرا خونِ دل　　وہی آسمان پر شفق ہو گیا

چھپائے بیٹھے تھے ترا راز عشق — مگر اب تو سینہ بھی شق ہو گیا
مری موت سنکر گیا اُن سے ضبط — مگر رنگ چہرے کا فق ہو گیا

گھڑی بھر میں نا آشنا ہو گیا — نہ جانے مرے دل کو کیا ہو گیا
دھڑکنے لگا دل نظر جھک گئی — کبھی اُن سے جب سامنا ہو گیا
گنے جا رہے ہیں مرے زخم دل — کوئی تیر شاید خطا ہو گیا
مرے سر پہ احسان ہے یاس کا — مرا رنگ ہی دوسرا ہو گیا
نمایاں ہیں چہرے سے آثار عشق — جگر آج سے باخدا ہو گیا

خیال ان کا جب بے حجاب آ گیا — تو پیری میں ہم پر شباب آ گیا
جوانی پہ اُن کی شباب آ گیا — مری جان کا اک عذاب آ گیا
تری یاد کی اُف یہ سرمستیاں — کوئی جیسے پی کر شراب آ گیا
ادھر جوش مستی ادھر چشم شوق — مصیبت میں بند نقاب آ گیا
خیال آتے ہی چشم مخمور کا — صراحی لیے آفتاب آ گیا
جو اُن کا بنا بگڑنا ہی گیا — نگاہوں میں ان کی حجاب آ گیا

غم سے چھوٹون تو ادھر دیکھون مین　　　دل کو رو لون تو جگر دیکھون مین
دل کو تھامون کہ جگر دیکھون مین　　　اِک مصیبت ہی جدھر دیکھون مین
نگہِ یاس! اثر دیکھون مین،　　　دامنِ یار بھی تر دیکھون مین
آشیان کے جو اُٹھا لون تنکے　　　اپنے ٹوٹے ہوئے پر دیکھون مین
داغ ہی داغ نظر آتے ہین　　　کس طرح قلب و جگر دیکھون مین
دم گھٹا جاتا ہے اے دستِ جنون　　　چاکِ دامانِ سحر دیکھون مین
تیرے جلوؤن کے تصدق لیکن　　　تیرے جلوے کو کدھر دیکھون مین
نہ وہ محفل ہے نہ وہ پروانے　　　خاک اے شمعِ سحر دیکھون مین
دلِ دیوانہ یہ قسمت میری　　　کہ تجھے خاک بسر دیکھون مین
نزع مین ڈھونڈھ رہی ہین آنکھین　　　کاش اُنھین ایک نظر دیکھون مین

ستم کا عدو مستحق ہو گیا　　　مرا دل سراپا قلق ہو گیا
بنانے چلے تھے انھین جانِ دل　　　نظر ملتے ہی رنگ فق ہو گیا
جو کچھ بچ رہا تھا مرا خونِ دل　　　وہی آسمان پر شفق ہو گیا

چھپائے ہوئے تھی ترا رازِ عشق ۔۔۔ مگر اب تو سینہ بھی شق ہو گیا
مری موت سنکر کیا اُسنے ضبط ۔۔۔ مگر رنگ چہرے کا فق ہو گیا

گھڑی بھر مین نا آشنا ہو گیا ۔۔۔ نہ جانے مرے دل کو کیا ہو گیا
دھڑکنے لگا دل نظر جھک گئی ۔۔۔ کبھی اُن سے جب سامنا ہو گیا
گنے جا رہے ہین مرے زخمِ دل ۔۔۔ کوئی تیر شاید خطا ہو گیا
مرے سر پہ احسان ہے یاس کا ۔۔۔ مرا رنگ ہی دوسرا ہو گیا
نمایان ہین چہرے سے آثارِ عشق ۔۔۔ جگر آج سے باخدا ہو گیا

خیال ان کا جب بیحجاب آگیا ۔۔۔ تو پریوں مین ہمپر شباب آگیا
جوانی پر اُن کا شباب آگیا ۔۔۔ مری جان کا اک عذاب آگیا
تری یاد کی اُف یہ سرمستیان ۔۔۔ کوئی جیسے پیکرِ شراب آگیا
ادھر جوشِ مستی اِدھر چشمِ شوق ۔۔۔ مصیبت مین بندِ نقاب آگیا
خیال آتے ہی چشمِ مخمور کا ۔۔۔ صراحی لیے آفتاب آگیا
مِرا اُن کا بننا بگڑنا ہی کیا ۔۔۔ نگاہین ملین اور حجاب آگیا

وہان زلف ان کی پریشان ہوئی — یہان خود بخود پیچ وتاب آگیا
اداؤن مین شوخی جھلکنے لگی — قیامت کو لیکر شباب آگیا
جگر یہ قیامت کی بیہوشیان — اُٹھو سر پہ اب آفتاب آگیا

کیا چیز تھی کیا چیز تھی ظالم کی نظر بھی — اُف کرکے وہین بیٹھ گیا درد جگر بھی
کیا قہر تھا اُس چشم عنایت کا اثر بھی — اُٹھ اُٹھ کے مرے ساتھ گری میری نظر بھی
ہوتی ہی نہین کم شب فرقت کی سیاہی — رخصت ہوئی کیا شام کے ہمراہ سحر بھی
یہ مجرم الفت ہے، وہ ہے مجرم دیدار — دل لیکے چلے ہو تو لیے جاؤ نظر بھی
کیا دیکھینگے ہم جلوۂ محبوب کہ ہم سے — دیکھی نہ گئی دیکھنے والے کی نظر بھی
مایوس شب ہجر نہ ہو اے دل بیتاب — اللہ دکھائے گا تو دیکھینگے سحر بھی
جلوؤن کو ترے دیکھ کے جی چاہ رہا ہے — انکھون مین اُتر آئے مرا کیف نظر بھی
واعظ نہ ڈرا مجکو قیامت کے بیان سے — دیکھی ہے ان آنکھون نے قیامت کی سحر بھی
اُس دل کے تصدق جو محبت سے بھرا ہو — اُس درد کے صدقے جو ادھر بھی ہو اُدھر بھی
ہے فیصلہ عشق ہی منظور تو اُٹھیے — اغیار بھی موجود ہین حاضر ہے جگر بھی

صبر کے ساتھ مرا دل بھی لیے جائین آپ
اسقدر رحم مرے حال پہ فرمائین آپ

دیکھیئے میری تمناؤن کا احساس رہے
باغ فردوس مین تنہا نہ چلے جائین آپ

میری رگ رگ مین سما کر بھی یہ پردا مجھ سے
ظلم ہے ظلم جو آئینے سے شرمائین آپ

کر دیا درد محبت نے مرا کام تمام
اب کسی طرح کی تکلیف نہ فرمائین آپ

نالے کرتے ہوے رہ رہ کے یہ آتا ہے خیال
کہ مری طرح نہ دل تھام کے رہ جائین آپ

عرش سے ہو کے جو مایوس دعائین آئین
مین یہ سمجھا کہ مرے گھر مین بلائین آئین

مین نے جب شرم سے محشر مین جھکالی گردن
بخشوانے کو مجھے میری خطائین آئین

کیجیے اور کوئی ظلم اگر ضد ہے یہی
لیجیے اور مرے لب پہ دعائین آئین

مدتون یاد دلایا گیا افسانۂ غم
دل اگر خاک ہوا دل کی صدائین آئین

کسی بیکس کا پڑا صبر کسی پر شاید
آج اس سمت سے ناساز ہوائین آئین

اف نہ پوچھو شب غم شام سے لیکر تا صبح
کیا بتاؤن کہ مرے کانون مین صدائین آئین

مین نے جب مرحلۂ عشق کیا ختم جگر
مرحبا کی مرے کانون مین صدائین آئین

جو دل کو توڑ کے ناوک جگر سے گذریگا
تو اک ہجوم قیامت نظر سے گذریگا

بغور دیکھ لو انداز میرے مٹنے کے — یہ سانحہ نہ کبھی پھر نظر سے گذریگا
قریب سرحد حرمان **جگر** ٹھہر جاؤ — سنا ہے قافلۂ غم ادھر سے گذریگا

گر چشم آرزو کی حالت یہی رہیگی — پردے مین بھی کسیکی بے پردگی رہیگی
تم خاک مین ملا دو دلکو جگر کو لیکن — ارمان یہی رہینگے حسرت یہی رہیگی
جلے فلک خوش ہو برباد کرکے مجھکو — تیرے مزاج مین بھی آشفتگی رہیگی

تصویر امیدون کی آئینہ ملالون کا — انسان جسے کہتے ہین محشر ہے خیالون کا
کیا خاک جواب انکو دون اُنکے سوالون کا — لب خشک ہین زخمونکے منہ بند ہے چھالونکا
اے درد غم فرقت ہان ٹھیس نہ لگ جائے — دل آئینہ خانہ ہے آئینہ جمالونکا

اداسی طبیعت پہ چھا جائیگی — انھین جب مری یاد آجائیگی
شب غم کرشمے دکھا جائیگی — کمی آنسوؤن کی رلا جائیگی
پس مرگ تربت پہ چھا جائیگی — مری بیکسی کام آجائیگی
تری آرزو کام آجائیگی — کہ مٹنے سے پہلے مٹا جائیگی

مرے بعد ڈھونڈو گے میری وفا　　مرے ساتھ میری وفا جائیگی
مجھے اُسکے در پر ہے مرنا ضرور　　ادا یہ مری اُسکو بھا جائیگی
جگر ہم تو سمجھے ہوے ہین یہ اب　　جوانی تری تجھکو کھا جائیگی

اُس کوچہ مین ہون صورتِ نقشِ کفِ پا مین　　دنیا نے مٹایا مجھے لیکن نہ مٹا مین
دم بھر کو تری بزم مین خالی نہ رہا مین　　گر گر کے اُٹھا مین کبھی اُٹھ اُٹھ کے گرا مین
بن بنکے مٹاؤ نہ مرا نقشۂ ہستی　　مٹ مٹ کے بنا ہون ہمہ تن نقشِ وفا مین
سب خاک مین ملجائینگے یہ عیش کے سامان　　اک آہ جو کر کے تری محفل سے اُٹھا مین
اے اہلِ حقیقت مجھے آنکھون پہ بٹھاؤ　　طے کر کے چلا آتا ہون میدانِ فنا مین

یہ چیخی ہے کس انداز سے کس کرب بلا سے　　دل ٹوٹ گیا نالۂ بلبل کی صدا سے
انسان کو لازم ہے رہے دور ریا سے　　یہ چیز جدا کرتی ہے بندے کو خدا سے
جی سیر ہو کس طرح مے ہوش ربا سے　　مستی کو ہے بیعت مری رندانہ ادا سے
اٹھے نہ قدم جادۂ تسلیم و رضا سے　　آواز یہ آتی ہے مزارِ شہدا سے
پھر حسن کے جلوؤن نے بنایا مجھے بیخود　　ہوشیار ہوا تھا جرسِ دل کی صدا سے

گذرا ہے دل وجان سے اسی راہ مین کوئی
سجدون کے نشان پوچھ تو نقشِ کفِ پا سے

بیتابیِ دل تھی وہ مری آہ! جنون خیز
کانٹے بھی کھٹکتے رہے مجھ آبلہ پا سے

اللہ رے حسن و عشق کی سحر آفرینیان
خوش ہو رہے ہین گھر کا گھروندا بنا کے ہم

کچھ کہتے کہتے داورِ محشر کے روبرو
خاموش خود ہی ہو گئے گردن جھکا کے ہم

کس کس پہ جان دیجئے کس کس کو چاہیے
گم ہو گئے ہین بزمِ تمنّا مین آ کے ہم

اتنے حجابون پر تو یہ عالم ہے حسن کا
کیا حال ہو جو دیکھ لین پردہ اُٹھا کے ہم

یہ بیدلی کا زور ہے ساقی کے ہجر مین
جی چاہتا ہے پھینکدین ساغر اٹھا کے ہم

تاثیر جذب عشق کا اللہ رے کمال
آئینہ بن گئے تری اک اک ادا کے ہم

صدمون کی جان۔ درد کا قالب دیا مجھے
جو کچھ دیا کسی نے مناسب دیا مجھے

دی جان بھی تو سوزِ الم سے جلی ہوئی
دل بھی دیا تو جان کا طالب دیا مجھے

دینی تھی میرے سر کو جو شوریدگیِ عشق
پھر کیون خیالِ حفظ مراتب دیا مجھے

بنا ہون صفحہ ہستی پہ رنگِ نقشِ فنا
مٹا ہون خاک مین ملنے کی آرزو کے لیے

اٹھا نہ دیدۂ بلبل سے پردۂ غفلت ہلاک ہو گئی کمبخت رنگ و بو کے لیے

ہجوم شوق مین دل کے بھی ہو گئے ٹکڑے مکان تنگ تھا دنیائے آرزو کے لیے

خیال یار کہان تک خموشیان تیری زبان دہن مین ہی بیتاب گفتگو کے لیے

کسی نے پھر نہ سُنا درد کے فسانے کو مرے نہ ہونے سے راحت ہوئی زمانے کو

اب اسمین جان مری جائے یا رہے صیاد بہار مین تو نہ چھوڑون گا آشیانے کو

چلا نہ پھر کوئی مجھ پر فریب ہستی کا لحد تک آئی اجل بھی مرے منانے کو

فلک ذرا مری اس بیکسی کی داد تو دے قفس مین بیٹھ کے روتا ہون آشیانے کو

فنا کا نام کوئی بھول کر نہین لیتا ترے طریق نے چونکا دیا زمانے کو

قفس کی یاد مین پھر جی یہ چاہتا ہی جگر لگا کے آگ نکل جاؤن آشیانے کو

آہ مری یہ فغان اب نہ سنی جائیگی اب نہ سنو داستان اب نہ سنی جائیگی

پھر گئی انکی نظر پھر گئے دنیا سے وہ دوستی جسم و جان اب نہ سنی جائیگی

قید قفس سے مجھے رنج نہین غم یہ ہے کچھ خبر آشیان اب نہ سنی جائیگی

یاس بھرا درد دل اب نہ کہا جائیگا درد بھری داستان اب نہ سنی جائیگی

قصۂ غم کہہ کے ہین بیٹھے خاموش ہمین
میرے دہن مین زبان اب نہ سنی جائیگی

بزم سے باچشم تر کہکے یہ وہ اٹھ گئے
ہمسے تری داستان اب نہ سنی جائیگی

رحم انہین آگیا میرے دلِ زار پر
یہ روش آسمان اب نہ سنی جائیگی

کہہ کے بُرا غیر کو ان کو خفا کر دیا
بات جگر کی وہان اب نہ سنی جائیگی

ذرے ذرے سے نمایان شانِ قدرت دیکھکر
کھُل گئین آنکھین طلسمِ حسن فطرت دیکھکر

یہ ہجوم غم یہ اندوہِ مصیبت دیکھکر
اپنی حالت دیکھتا ہون اُنکی صورت دیکھکر

تھی جنون ہی مین مجھے راحت کہ تھا کچھ بھی ہوش
کیا کہون کیا دلپہ گذری اپنی حالت دیکھکر

موت کے آثار طاری دم نکل چکتا نہین
یہ مجھے کیا ہوگیا ہے اُنکی صورت دیکھکر

عمر بھر کا ساتھ رنج و غم مین دے سکتا ہے کون
شمع بھی رخصت ہوئی میری مصیبت دیکھکر

کپکپی سارے بدن پر۔ زرد چہرہ۔ دل اُداس
چپ کھڑے ہین دور میری خاکِ تربت دیکھکر

وہ مرا دم ٹوٹنا وہ چرخ پر آثار صبح
رو پڑے وہ بھی مرا انجامِ الفت دیکھکر

گوشہ گوشہ مین ہر دے لگے جلوۂ برقِ جمال
پاؤن رکھنا میرے گھر اک شامِ فرقت دیکھکر

چارہ سازون سے مریضِ غم کو رخصت ملگئی
ہو چکے مایوس آثارِ طبیعت دیکھکر

یہ نہین ہے تیری آرزو نہ کرے ۔ دل مگر خالی ہاے وہو نہ کرے
گم ہوا ہون خیال جانان مین ۔ بیخودی میری جستجو نہ کرے
ختم سرمایۂ شکیب ہوا ۔ چھیڑ اب تیری آرزو نہ کرے
ناز کرتے ہین پھول گلشن مین ۔ کہین رسوا یہ رنگ و بو نہ کرے
خاک ہے جذب عشق کی تاثیر ۔ خامشی ہی جو گفتگو نہ کرے
دیکھنی ہے مجھے بھی لذت عشق ۔ کچھ کمی تیری آرزو نہ کرے
ڈر ہے مجکو کہ میری حیرانی ۔ آئینہ انکے روبرو نہ کرے
یاد بھی انکی اے جگر صد حیف ۔ پرسش داغ آرزو نہ کرے

پھونکا تمام جسم دل داغدار نے ۔ مجکو خزان بنا دیا میری بہار نے
برسائی آنسوؤنکی جھڑی چشم یار نے ۔ کیا اٹھکے کہہ دیا میری خاک مزار نے
پھر آہ تک نہ کی جو دل بیقرار نے ۔ کیا جان ہی نچوڑ لی پیکان یار نے
اے شوق مرگ پھڑکے ہی مین مرون ہی قفس ۔ آسان کر نہ دی مری مشکل بہار نے

سر مین پھر لہر جنون کی صفت تیر چلی ۔ اے فلک دیکھ کہ مری پانون سے زنجیر چلی

صدقے ان ہاتھونکے مجکو بھی خبر تک نہوئی — اس نزاکت سے گلے پر مرے شمشیر چلی
اب مری لاش پہ کیون سوگ لیے بیٹھی ہو — تمنے شمشیر چلائی تھی تو شمشیر چلی

دل پہ طاری ہی جیسی ضعف کا عالم ہوا — گھٹ گئی اتنی ہی طاقت ورد جتنا کم ہوا
ہاے رو لینے سے بھی کب بوجھ دلکا کم ہوا — جب کسی کی یاد آئی پھر وہی عالم ہوا
ہاے ری قسمت نہ نکلی حسرت دیدار بھی — وہ اِدھر آئے اُدھر آنکھوں سے رخصت دم ہوا
غیر کیا جانین تری طرز تغافل کے مزے — میرے دل سے کوئی پوچھے جو مرا عالم ہوا

برابر کی خلش خونابہ افشانی مقابل کی — محبت نے بنا دی ایک حالت دیدۂ و دل کی
ہوئی جب کارفرما وہ نگاہ ناز قاتل کی — بڑھی تعظیم کو رگ رگ سے کھنچکر روح بسمل کی
الٰہی کیا قیامت تھی نگاہ یاس بسمل کی — کہ روتے روتے آخر پڑ گئی آواز قاتل کی
مجھے ای شور محشر تونے کیون چونکا دیا اٹھکر — بلائین لے رہا تھا بیخودی مین خنجر قاتل کی
ضرورت تیرے سائے کی نہین ہے ای فلک مجکو — عنایت چاہتا ہون گوشۂ دامان قاتل کی
نہ توڑے دست گلچین باغ مین پھولونکی کلیونکو — کہ ان مین کچھ شباہت پائی جاتی ہے مرے دل کی
اجل اک مرتبہ پھر ہوش مین آجانے دے مجکو — ہوس رہجائیگی دل مین نوازشہاے قاتل کی

جگر میں نے چھپایا لاکھ درد عشق کو لیکن — بیان کردین مری صورت نے سب کیفیتین دلکی

اف وہ پروانون کا نذر غم پنہان ہونا — قہر تھا انکے لیے شمع کا عریان ہونا

ان سے کہنا نہ پڑے کچھ مجھے ای جذبۂ شوق — سامنے جاتے ہی چہرے سی نمایان ہونا

حشر کے دن وہ گنہگار نہ بخشا جائے — جسنے دیکھا ترے آنکھونکا پشیمان ہونا

ان کو معلوم تو ہو جائے حقیقت غم کی — درد کو چاہیئے رگ رگ سی نمایان ہونا

پردہ رکھنا تھا جو منظور تو عاشق کیلیے — دامن یار کو لازم تھا گریبان ہونا

سنکے افسانۂ غم باغ مین کمھلا گئے پھول — شاق گذرا اب مجھے بلبل کا غزلخوان ہونا

وحشت دل نے پس مرگ دکھایا نہ اثر — خاک کے ذرون کو لازم تھا بیابان ہونا

جسکو نعمت یہ ملے کیون وہ رہے آزردہ — سو خوشی ایک ترے غم مین پریشان ہونا

کسی کے سامنے مشکل سی عرض حال ہوئی — سنبھل سنبھل کے طبیعت مری نڈھال ہوئی

نگاہ قہر کے صدقے جھکی نہ غیر طرف — مجھی پہ تیز ہوئی یہ مجھی پہ لال ہوئی

مجھے جو عرض تمنا پہ کچھ حجاب آیا — مرے سوال کی شرمندگی سوال ہوئی

وہ مست مانند رند آنکھیں وہ سرخ مثل شہاب عارض
جو ہیں مجسم شراب آنکھیں تو ہیں سراپا شباب عارض

دلوں کو بیچین کر رہی ہی بنی ہوئی برق انکی شوخی
نظر کو خیرہ بنا رہا ہی لیے ہوے آفتاب عارض

وہ صبح شام وصال میرا بلائیں لینا لپٹ لپٹ کر
حیا سی وہ نیچی نیچی نظرین وہ شرم سی آب آب عارض

برس رہا ہی یہ رنگ مستی کہ ہوش باقی نہین کسیکو
نگاہین انکی جھکی ہوئی ہین پلا رہا ہی شراب عارض

عاشقی یاس کی محکوم ہوئی جاتی ہے
بیکسی اب مرا مفہوم ہوئی جاتی ہے

دل ہوا خاک تپ غم سی مگر دل کی جگہ
اک خلش سی مجھے معلوم ہوئی جاتی ہے

وائے ایذا طلبی شدت غم کے ہاتھون
طاقت گریہ بھی معدوم ہوئی جاتی ہے

دیکھو چھیڑو نہ خدا کے لیے افسانہ قیس
کہ طبیعت مری مغموم ہوئی جاتی ہے

ہم تو سمجھے تھے غم عشق فنا کر دے گا
اب یہ امید بھی موہوم ہوئی جاتی ہے

وہی دل ہے جو چھٹا جاتا ہی دامن سی ترے
وہی قسمت ہے جو محروم ہوئی جاتی ہے

دل دھڑکنا بھی غنیمت ہے تری فرقت مین
کہ خبر تو مجھے معلوم ہوئی جاتی ہے

اے جگر بات یہ کیا ہی کہ مری نظروں سے
آج جو چیز ہے معدوم ہوئی جاتی ہے

نہ بھولیگا یہ عالم عشق کا سر سے گذر جانا
نگہ کا انکی ملنا اور کلیجہ تک اُتر جانا

قیامت تھا جدا ہوتے ہی یوں جی سے گزر جانا	اُدھر انکے قدم اُٹھنا اِدھر میری خبر جانا
سرہانے سے کسی کا اُٹھکے وہ پچھلے پہر جانا	یکایک پھر مریض عشق کا چہرہ اُتر جانا
پریشان ہوکے زلفوں کا وہ چہرے پر بکھر جانا	وہ سوتے سوتے چونک اُٹھنا وہ لیٹے لیٹے ڈر جانا
ہر اک لغزش پہ چیخ اٹھنا ہر اک جنبش پہ ڈر جانا	قفس تک لے کے میرا اسطرح بے بال و پر جانا

نازک ترے مریض محبت کا حال ہے	دن کٹ گیا تو رات کا کٹنا محال ہے
آئے زبان پہ راز کوئی کیا مجال ہے	تم سے مجھے عزیز تمھارا خیال ہے
آنکھوں سے جان جائے فرقت کا ماجرا	اشکوں سے پوچھ لیجئے جو دل کا حال ہے
وہ کیسے ہی سہی مگر آخر تو ہے جگر	کیا کم ہے یہ کہ انکو تمھارا خیال ہے

دیتی ہے پتہ ساقی ہر مست کی انگڑائی	اٹھی وہ گھٹا اٹھی آئی وہ بہار آئی
دیکھی تری آنکھوں کی کیفیت رعنائی	اب کس سے سنبھلتا ہے جام مے مینائی
پھر دور میں ہو ساقی جام مے مینائی	پھر آنے لگی مجکو انگڑائی پہ انگڑائی
اب دل میں نہ طاقت ہے آنکھوں میں نہ بینائی	سب لوٹ لیا غم نے سامان شکیبائی
معلوم یہ ہوتا ہے فرقت میں کہ ہونٹوں تک	اب جان مری آئی اب جان مری آئی

شب غم کاش دردِ دل ہی اتنا مہربان ہوتا   اِدھر اُٹھتا اُدھر اُٹھتا یہان ہوتا وہان ہوتا
شریک نالہ میرا بھی جو اندازِ فغان ہوتا   چمن مین ہر لب خاموش بلبل کی زبان ہوتا
دم بسمل اگر تم چھیڑ دیتے دل کے زخمون کو   لہو کا قطرہ قطرہ دردِ دل کی داستان ہوتا
بہت روکا تمھارے وعدۂ دیدار نے ورنہ   وہان ہوتی نہ میری بیخودی بھی مین جہان ہوتا

کہان اب دل مین یہ طاقت کہ عرض مدعا کر دے   مگر شاید نگاہ یاس کچھ مطلب ادا کر دے
نظر ملتے ہی دل کو وقف تسلیم و رضا کر دے   جہان سے ابتدا کی ہو وہین پر انتہا کر دے
وفا پر دل کو صدقے جان کو نذر جفا کر دے   محبت مین یہ لازم ہے کہ جو کچھ ہو فدا کر دے
چمن دور آشیان برباد یہ ٹوٹے ہوے بازو   مرا کیا حال ہو صیاد اگر مجبور رہا کر دے
چنے ہین مین نے بھی کچھ پھول تیرے باغ معنے سے   الٰہی تو اگر حسن قبول انکو عطا کر دے
تری مجنون ادائی سے جگر یہ خوف آتا ہے   کہین ایسا نہو انکو بھی عالم آشنا کر دے

نقش وفا کا رنگ مٹایا نہ جائے گا   مل بھی گیا جو زہر تو کھایا نہ جائیگا
سر سے جنون عشق کا سایا نہ جائے گا   تم سے بھی یہ طلسم مٹایا نہ جائیگا
دل نے اگر چھپا بھی لیے داغہائے عشق   آنکھون سے تو یہ راز چھپایا نہ جائیگا

مجھ ناتوان عشق کو سمجھا ہے تمنے کیا　　دامن پکڑ لیا تو چھڑا یا نہ جائیگا
انکو بلا کے اور پشیمان ہوے جگر　　یہ کیا خبر تھی ہوش مین آیا نہ جائیگا

شب وصل کیا مختصر ہو گئی　　ذرا آنکھ جھپکی سحر ہو گئی
غشی نے نہ دامن پکڑنے دیا　　بڑی خیر وقت سحر ہو گئی
تری یاد سے بھی چلا کچھ نہ کام　　بس اتنا ہوا آنکھ تر ہو گئی
نگاہون نے سب راز دل کہدیا　　انھین آج اپنی خبر ہو گئی
بڑی چیز ہے طرز بیگانگی　　یہ ترکیب اگر کارگر ہو گئی
الٰہی بُرا ہو غم عشق کا　　سنا ہے کہ انکو خبر ہو گئی
کئے مجھ پہ احسان غم یار نے　　ہمیشہ کو نیچی نظر ہو گئی
درخشان ہوے تھے مرے داغ دل　　مگر وہ یہ سمجھے سحر ہو گئی
برسنے لگی ہر طرف بیکسی　　مری موت میری خبر ہو گئی
نمایان ہوئی صبح پیری جگر　　بس اب داستان مختصر ہو گئی

جان ہے بیقرار سی جسم ہے پائمال سا　　اب نہ وہ دل نہ وہ جگر باقی ہے اک خیال سا

جسنے بنا دیا مجھے وحشی و خستہ حال سا ہاے وہ شکل چاندسی ہاے وہ قد نہال سا
دلپہ مرے گرائی تھین تمنے ہی بجلیان مگر آؤ نظر کے سامنے مجکو ہے احتمال سا
ہای ری وہ عتاب مین انکی ادائین انکی شکل آنکھین بھی سرخ سرخ سی چہرہ بھی لال لال سا
اٹھتے ہی پاے یار کے باغ کا باغ اجڑ گیا پھول بھی ہین تباہ سے سبزہ بھی پائمال سا
حسن کی سحر کاریان عشق کے دلسے پوچھیے وصل کبھی ہے ہجر سا ہجر کبھی وصال سا
گم شدگان عشق کی شان بھی کیا عجیب ہے آنکھ مین اک سرور سا چہرے پہ اک جلال سا
یاد ہے آجتک مجھے پہلے پہل کی رسم و راہ کچھ انہین اجتناب سا کچھ مجھے احتمال سا

خاکِ رہ یار ہم تن نقشِ وفا ہوجانا سوچتا ہون کہ مجھے چاہیے کیا ہوجانا
ہم اسیرانِ جنون سے کوئی پوچھے آکر جیتے جی قید تعلق سے رہا ہوجانا
نالۂ دل جو سلامت ہے تو کیا مشکل ہے روز اُس کوچہ مین اک حشر بپا ہوجانا
خاک پروانہ سے آتی ہین صدائین پیہم زندگی ہے غمِ دلبر مین فنا ہوجانا
نگہ شوق نے سب کھولدیے بند نقاب سہل سمجھے تھے وہ پابند حیا ہوجانا
حسرت آرزوے دید کا دیتا تھا پتہ مرتے مرتے دہنِ زخم کا وا ہوجانا
ہائے وہ ضبطِ محبت کی جفائین شبِ غم دل مین گھٹ گھٹ کے وہ آہون کا فنا ہوجانا

جب مقابل ہوئے مژگان تو کیا دلکو ہدف | جانتے ہی نہین یہ تیر خطا ہو جانا
رشک آتا ہے شہیدان وفا پر مجھکو | اِنکی قسمت مین تھا کیا جلد شفا ہو جانا

کیا لطف پوچھتے ہو پر شوق زندگی کے | جی جی اٹھا ہون مر کے مر مر گیا ہون جی کے
بے حکم عشق مر کے بے درد عشق جی کے | کرتے ہین مُفت ضائع اوقات زندگی کے
دیکھا تو اسجگہ پہ لاکھون ہین زخم تازہ | حاصل ہوئی تھی فرصت جسں زخم دلکو سی کے
فیض بہار سے ہے عالم یہ تازگی کا | گویا برس رہے ہین انوار زندگی کے
ہر اک سے پوچھتے ہین وہ میری حالت دل | قربان اس ادا کے اِس بے تعلقی کے

فلک کے جور زمانہ کے غم اٹھائے ہوئے | ہمین بہت نہ ستاؤ کہ ہین ستائے ہوئے
ہم انکے سامنے حالت یہ ہین بنائے ہوی | کہ دل پہ ہاتھ ہے آنسو ہین ڈبڈبائے ہوئے
نہ جانے دل مین وہ کیا سوچتے رہے بہم | مرے جنازہ پہ تا دیر سر جھکائے ہوئے
نگاہ شوق نے محشر مین صاف تاڑ لیا | کہان وہ چھپتے کہ آنکھو مین تھے سمائے ہوئے
مٹاتے وقت تو انجام تک نظر نہ گئی | کھڑے ہین اب مری تربت پہ سر جھکائے ہوئے
انھی مین راز محبت کسی کا پنہان تھا | جو خشک ہو گئے آنسو مژہ تک آئے ہوئے

نہ جانے کان مین کیا کہہ دیا محبت نے — پلٹ گئے مرے نالے لبون تک آئے ہوئے

حدود کوچۂ دلدار مین وہین سے شروع — جہان سے پڑنے لگین پانو ڈگمگائے ہوئے

بیان درد جگر ہو سکے نہین ممکن — ہزار شکر کہ دل پر ہین چوٹ کھائے ہوئے

پھرتا ہے چشم شوق مین نقشہ بہار کا — اب کیا بھریگا زخم دل بیقرار کا

اللہ رے کمال غم ہجر یار کا — ہے درد پر گمان دل بیقرار کا

ہر زخم دل مین عکس ہے رخسار یار کا — چھایا ہے کیا بہار پہ عالم بہار کا

مٹ جائے صاف نقش جو صبر و قرار کا — گویا خزان بھی ہے مجھے عالم بہار کا

حسرت سے دیکھتا ہون ہر اک شاخ گل کی سمت — یہ ضعف اور ہائے یہ عالم بہار کا

جسپر برس گئی کبھی برق جمال یار — ہر ذرہ آفتاب ہے اسکے مزار کا

جوش وحشت نے جو چھیڑا دیدۂ خونبار کو — بھر دیا پھولون سے ہم نے دامن کہسار کو

چارہ گر اُٹھ بھی گئے رو رو کے جان زار کو — اسپہ یہ طرہ شکایت کچھ نہین بیمار کو

تقویت ہوتا کہ تیری حسرت دیدار کو — ہمنے آنکھون مین لگا رکھا ہی جان زار کو

آچلا تھا رحم وقت نزع چشم یار کو — اور لینی تھین ابھی کچھ ہچکیان بیمار کو

ٹھیس لگ جائے نہ اُنکی حسرتِ دیدار کو — اے ہجومِ غم سنبھلنے دے ذرا بیمار کو

رشک سے مرتے ہین تو مرنے بھی دو اغیار کو — کوئی جاتا ہے اکیلا چھوڑ کر بیمار کو

مٹ گئین سب کلفتین، جاتا رہا سب دردِ غم — اک فقط دم توڑنے کی دیر ہے بیمار کو

فکر ہے زاہد کو حور و کوثر و تسنیم کی — اور ہم جنت سمجھتے ہین ترے دیدار کو

مانتے ہین تمکو اے موسیٰ کہ تمنے کھا کے غش — خوب ہی دھوکے دیے برقِ جمالِ یار کو

ہان نہ آجائے اگر مُنھ کو کلیجہ تو سہی — تمنے دیکھا ہی نہین دم توڑتے بیمار کو

دیکھنے والے نگاہِ مستِ ساقی کے کبھی — آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھین ساغرِ سرشار کو

ہر قدم پر ہر روش پر ہر ادا پر ہر جگہ — دیکھنا پڑتا ہے اندازِ نگاہِ یار کو

رات بھر جسطرح گذری کچھ نہ پوچھو دلکی ساتھ — صبح تک رکھا ہی ہاتھون ہاتھ اس بیمار کو

اُسطرف وہ برقِ حسنِ یار کی سرگرمیان — غش پہ غش آتا ادھر وہ طالبِ دیدار کو

جنسے باہر تک نہ نکلے تھے ترے جلوے کبھی — اب وہی آنکھین ترستی ہین ترے دیدار کو

لاکھ سمجھایا جگر کو ایک بھی مانی نہ بات — دھن لگی تھی کوچۂ قاتل کی میرے یار کو

آج کیا حال ہے یا رب سرِ محفل میرا — کہ نکالے لیے جاتا ہے کوئی دل میرا

سوزِ غم دیکھ نہ برباد ہو حاصل میرا — دل کی تصویر ہے ہر آبلۂ دل میرا

یون سلے عشق مین مٹ کہ مجھے حاصل ہیرا — ذرّہ ذرّہ ترے کوچہ کا بنے دل میرا

صبح تک ہجر مین کیا جانیے کیا ہوتا ہی — شام ہی سے مری قابو مین نہین دل میرا

ملگئی عشق مین ایذا طلبی سے راحت — غم ہے اب جان مری درد ہی اب دل میرا

پایا جاتا ہے مری شوخیِ رفتار کا رنگ — کاش پہلو مین دھڑکتا ہی رہے دل میرا

دوڑتا پھرتا ہے رگ رگ مین لہو کی ہمراہ — اب ملے گا نہ تمھین دل کی جگہہ دل میرا

ہائے اوس درد کی قسمت جو ہو دلکا شریک — ہائے اوس دل کا مقدر جو بنا دل میرا

کچھ کھٹکتا تو ہے پہلو مین مرے رہ رہ کر — اب خدا جانے تری یاد ہے یا دل میرا

چلے گا کام تمھارا نہ کچھ کراہون سے — کہ ٹپکی پڑتی ہے شرمندگی نگاہون سے

اثر کو بھی نہ رہا ربط دل کی آہون سے — خدا پناہ مین رکھے تری نگاہون سے

کہین تمھین بھی نہ پڑ جائے کام آہونسے — بچے رہو مری حسرت بھری نگاہون سے

مریض ہجر کے چہرے پہ آگئی رونق — ابھی وہ کہہ گئے کیا جانے کیا نگاہون سے

زمین بھی نہ اٹھائیگی میری خاک کا بار — گرا دیا ہے مجھے تم نے اگر نگاہون سے

کچھ ایسی ٹھیس لگی انتہائے ضبط پہ بھی — ٹپک پڑی مری حسرت مری نگاہون سے

جگر بتائیے کچھ راز عشق خیر تو ہے — یہ کیون برستی ہین مایوسیان نگاہون سے

لالۂ و گل کو دیکھتے کیا یہ بہار دیکھکر — رہ گئے بیخودی مین ہم صورتِ یار دیکھکر

ہائے وہ جوشِ ربط و ضبط ہائے یہ بے تعلقی — اشک بھر آئے آنکھ مین کوچۂ یار دیکھکر

یاد کسی کی آہ! کیا کہہ گئی آ کے کان مین — زورِ جنون سوا ہوا جوشِ بہار دیکھکر

شوق نے چٹکیان سی لین حسرتِ دل مچلگئی — میری طرف بڑھا ہوا دامنِ یار دیکھکر

ان سے بھی ہو سکا نہ ضبط انکو بھی رحم آگیا — پائے برہنہ دیکھکر جسمِ فگار دیکھکر

تھی یہ ہوس کہ دیکھتے خال و خط بہارِ حسن — آنکھین ہی چوندھیا گئین جلوۂ یار دیکھکر

صیاد مجھ سے دور ہی خوش باغبان ہے اب — جس شاخ پر نگاہ کرون آشیان ہے اب

نازک لبون پہ شکوۂ دردِ نہان ہے اب — انکا دہن ہے اور ہماری زبان ہے اب

عرضِ نیازِ عشق کی طاقت کہان ہے اب — مل لو گلے کہ تفرقۂ جسم و جان ہے اب

نالہ ہے سوزِ درد ہے غم ہے فغان ہے اب — سب کچھ ہی میرے پاس مگر دل کہان ہے اب

بہ چشمِ طلب مین اور کوئی آشیان ہے اب — میرے لیے قفس مجھے سارا جہان ہے اب

اللہ رے ضعفِ عشق یہ حالت یہان ہے اب — گویا کہ مین نہین ہون گمان ہی گمان ہے اب

آ کر تہِ زمین بھی نہ راحت ہوئی نصیب — تربت کا ذرہ ذرہ ہمین آسمان ہے اب

اظہار درد عشق کے قابل بنا دیا
دل نے مرے مجھے ہمہ تن دل بنا دیا

لاکھون مین انتخاب کے قابل بنا دیا
جس دل کو تمنے دیکھ لیا دل بنا دیا

اللہ ایسے جذب محبت کو کیا کرون
رگ رگ کو جس نے درد بھرا دل بنا دیا

ہر چند کر دیا مجھے برباد عشق نے
لیکن انھین تو شیفتۂ دل بنا دیا

پہلے کہان یہ ناز تھے یہ عشوہ و ادا
دل کو دعائین دو تمھین قاتل بنا دیا

دیکھے تو کوئی فتنہ خرامی کا انکی زور
رکھا جہان قدم وہین اک دل بنا دیا

تاریک مثل آہ جو آنکھون کا نور تھا
کیا صبح ہی سے شام بلا کا ظہور تھا

وہ تھے نہ مجھ سے دور نہ مین انسے دور تھا
آتا نہ تھا نظر تو نظر کا قصور تھا

ہر وقت اک خمار تھا ہر دم سرور تھا
بوتل بغل مین تھی کہ دل ناصبور تھا

کوئی تو خیر خواہ دل ناصبور تھا
مانا کہ تم نہ تھے کوئی تم سا ضرور تھا

لگتے ہی ٹھیس ٹوٹ گیا ساز آرزو
ملتے ہی آنکھ شیشۂ دل چور چور تھا

کسکو خبر ہے کیسی کٹی رات وصل کی
جبتک وہ میرے پاس تھے مین خود ہی دور تھا

ایسا کہان بہار مین رنگینیون کا جوش
شامل کسی کا خون تمنا ضرور تھا

ساقی کی چشم مست کا کیا کیجیے بیان
اتنا سرور تھا کہ مجھے بھی سرور تھا

پلٹی جو راستے ہی سے اے آہ نامراد
یہ تو بتا کہ باب اثر کتنی دور تھا

جس دل کو تُنے لطف سے اپنا بنا لیا
اوس دل مین اک چھپا ہوا نشتر ضرور تھا

اس چشم مے فروش سے کوئی نہ بچ سکا
سب کو بقدر حوصلۂ دل سرور تھا

ملتی نہ کیون سزا مجھے سرکار حسن سے
کوئی نہ تھا قصور یہ تھوڑا قصور تھا

اللہ ری سوز اُف ری تپش ہای ری تپک
پھوڑا بغل مین تھا کہ دل ناصبور تھا

دیکھا تھا کل جگر کو سر راہ میکدہ
اس درجہ پی گیا تھا کہ نشے مین چور تھا

یون ٹوٹ کے اب خنجر قاتل نہین ملتا
دل ملتے ہین، میرا سا مگر دل نہین ملتا

اب لطف غم و شکوۂ باطل نہین ملتا
وہ آنکھ نہین ملتی ہی وہ دل نہین ملتا

اللہ ری وارفتگی شوق کا عالم
میرا بھی پتہ اب سر منزل نہین ملتا

کیا قیس کی پرشوق نگاہون نے کیا سحر
محمل کو بھی اب صاحب محمل نہین ملتا

بیگانگی و عشق مین بس فرق ہی اتنا
جب درد نہین ملتا تھا اب دل نہین ملتا

رگ رگ مین دل تھا، مین نہان سوز و ساز تھا
وہ دن بھی کیا تھے جب مین سراپا گداز تھا

وہ تھے بہار تھی۔ دل حسرت طراز تھا
یہ ہم اُدھر سے ناز ادھر سے نیاز تھا

تاثیر جذبِ عشق کو لیلیٰ سے پوچھئے
جو ذرہ خاکِ نجد کا تھا دلگداز تھا

بیکار و بے سبب تو نہ تھی یہ نمودِ عشق
کیونکر کہوں کہ حسن ترا بے نیاز تھا

پہلے جو ختم ہو گئی یہ داستانِ غم
تو میں کہونگا عرصۂ محشر دراز تھا

جو داغ عشق میں تھا وہ تھا لذت آفرین
جو زخم ہجر میں تھا وہ راحت نواز تھا

کیا کہہ دیا کسی نے کہ ملتی ہی چشم شوق،
دونوں طرف سے دستِ تمنا دراز تھا

وہ ناز آفرین تھے انہیں اسپہ تھا غرور
میں تھا نیازمند مجھے اسپہ ناز تھا

اس عشق میں پورا کبھی سامان نہیں دیکھا
دامن پہ نظر کی تو گریبان نہیں دیکھا

تازہ اثر اے جذبۂ پنہان نہیں دیکھا
مدت ہوئی شمشیر کو عریان نہیں دیکھا

اللہ رے مجبوری آدابِ محبت
گلشن میں رہا اور گلستان نہیں دیکھا

بیکار گئی سعی محبت بھی ہماری
حاصل بجز اک دیدۂ حیران نہیں دیکھا

اللہ رے مری تیزروی جوشِ جنون میں
مڑکر جو نظر کی تو بیابان نہیں دیکھا

دل کی خبر نہ ہوش کسی کو جگر کا ہے
اللہ اب یہ حال تمہاری نظر کا ہے

اس سمت دیکھتی بھی نہیں رخ جدھر کا ہی
سب سے جدا اصول تمہاری نظر کا ہے

دل رکھدیا ہے سامنے لاکر خلوص سے | آگے اب اسکے کام تمھاری نظر کا ہے
سب رفتہ رفتہ داغ الم دے گئے مگر | محفوظ ہے وہ زخم جو پہلی نظر کا ہے
لاؤ اسے بھی رکھدین اٹھا کر شب وصال | حائل جو اک خفیف سا پردا نظر کا ہے
میرے دل حزین مین کہان تاب اضطراب | جو کچھ کمال ہے وہ تمھاری نظر کا ہے
کسطرح دیکھون جلوۂ جانان کو بے حجاب | پردہ پڑا ہوا مرے آگے نظر کا ہے
بیہم ہجوم یاس سے آتا نہین یقین | تم میرے سامنے ہو کہ دھوکا نظر کا ہے
دیکھ رہے ہے جو حشر مین، ممکن نہین کبھی | میری نظر مین رنگ تمھاری نظر کا ہے

دل نہ تھا، جان نہ تھی سوز نہ تھا ساز نہ تھا | مین ہی مین تھا مرے ہمراہ کوئی راز نہ تھا
دم بخود رہگئی بلبل ہی چمن مین ورنہ | کونسا پھول تھا جو گوش بر آواز نہ تھا
ہم تھے اور سامنے اک جلوۂ حیرت افزا | پردہ تھا اور کوئی پردہ برانداز نہ تھا
حسرت اس طائر مایوس کی حالت پہ کہ جو | قید سے چھوٹ کے بھی مائل پرواز نہ تھا

ہان چلے دور مین ساقی سے گلفام چلے | دن چلے رات چلے صبح چلے شام چلے
کیسے بیمار غم عشق کا اب کام چلے | پانون رکھنے لگے جب اٹھکر وہ دو گام چلے

جھک گئے سر تری دہلیز پہ سب آپسے آپ — کچھ کسی کی نہ چلی جب ترے احکام چلے

گڑ گیا فرط ندامت سے زمین مین ہمہ تن — نالے جب دل سے نکلکر طرف بام چلے

کعبۂ دل کی حقیقت سے تو واقف ہی نہین — باندھکر شیخ کہان جامۂ احرام چلے

نقد کچھ پاس نہین فکر ہے مینخواری کی — قرض مل جائے کہین سے تو بڑا کام چلے

پائون لٹکائے ہوے قبر مین بیٹھے ہین جگر — دیر چلنے مین نہین صبح چلے شام چلے

واقف غم الفت سے نہ دل ہو نہ جگر ہو — یون مجھ سے ملو تم کہ مجھے بھی نہ خبر ہو

یہ سر ہو اور اس شوخ ستمگار کا در ہو — اسطرح بسر ہو تو بہت خوب بسر ہو

ہوتی ہے محبت مین تو اسطرح بسر ہو — یا ان کو خبر ہو مری یا مجھکو خبر ہو

اس قہر و غضب پر تو فدا دیدہ و دل ہین — کیا حال ہو میرا جو عنایت کی نظر ہو

سر رکھ ہی دیا سنگ در یار پہ مین نے — اب حشر بھی اٹھے تو مجھے کچھ نہ خبر ہو

حالت دل مایوس کی دیکھی نہین جاتی — اللہ کرے جلد شب غم کی سحر ہو

رہ رہ کے تڑپ جاتی ہے سینے مین کوئی چیز — ایسا نہ ہو بیتاب تمھاری ہی نظر ہو

شریک نالہ میرا بھی جو انداز فغان ہوتا — چمن مین ہر لب خاموش بلبل کی زبان ہوتا

شب غم کاش درد دل ہی اتنا مہربان ہوتا
ادھر اُٹھتا اُدھر اُٹھتا یہان ہوتا وہان ہوتا

دم بسمل اگر تم چھیڑ دیتے دل کے زخمون کو
لہو کا قطرہ قطرہ درد دل کی داستان ہوتا

بہت روکا تمھارے وعدۂ دیدار نے ورنہ
وہان ہوتی نہ میری بیخودی بھی مین جہان ہوتا

سراپا آرزو ہون درد ہون داغ تمنا ہون
مجھے دنیا سے کیا مطلب کہ مین آپ اپنی دنیا ہون

کبھی کیف مجسم ہون کبھی شوق سراپا ہون
خدا جانے کہ کسکا درد ہون کس کی تمنا ہون

مجھے جنبش مین کیا لائیگی موج صرصر عالم
حریم قدس کہتے ہین جسے مین اسکا پردا ہون

مجھی مین حسن کا عالم مجھی مین عشق کی دنیا
نثار اپنے پہ ہو جاؤن اگر سو بار پیدا ہون

یہی کچھ دیر اگر شورش فریاد ہے آج
تن بھی آزاد ہے اور روح بھی آزاد ہے آج

شوق کی کیا یہ نئی طرح کی بیداد ہے آج
مجھ سے کچھ آگے ہی آگے مری فریاد ہے آج

لب پہ نالہ ہے مرے اور نہ فریاد ہے آج
کچھ عجب طرح سے بیچین تری یاد ہے آج

کیا قیامت نگہ یاس کی بیداد ہے آج
کہ نشیمن بھی مجھے خانۂ صیاد ہے آج

بر سر رحم وہ شوخ ستم ایجاد ہے آج
نالہ بھی نالہ ہے فریاد بھی فریاد ہے آج

خوب اس کوچہ مین مٹی مری برباد ہے آج
کہ ہر اک ذرہ کے لب پر مری روداد ہے آج

کیا کرامت ہی یہ کم عشق کی بیداد ہے آج
کہ مرا رنگ بھی اڑتا ہے تو فریاد ہی آج

حسرت قید بھی اب دل سے نکل جائیگی
مژدہ ای شوق کہ خالی کف صیاد ہی آج

ایک اک حرف غم دل کا سنانا ہی نہین
کل اگر بھول نہ جاؤن جو مجھے یاد ہی آج

یون درد کے ہاتھون مین لبریز فغان ہوتا
ہر مرتبہ دل بنتا ہر بار زبان ہوتا

خلوت مین غم فرقت اسطرح بیان ہوتا
وہ میری زبان بنتے مین انکی زبان ہوتا

تھی سیر اگر مین بھی ساتھ انکے وہان ہوتا
آنسو بھی روان ہوتے دریا بھی روان ہوتا

یون راز غم الفت سینے مین نہان ہوتا
ہم خود بھی عیان کرتے تو بھی نہ عیان ہوتا

پھر چھیڑ کے زخمون کو تم داغ بنا دیتے
پھر جمع نئے سر سے سامان فغان ہوتا

اے کاش نہ ہم اُٹھتے در سے ترے جیتے جی
جینا بھی یہان ہوتا مرنا بھی یہان ہوتا

جس رہ سے گذر جاتی وہ صورت نورانی
ہر خاک کے ذرے مین اک عالم جان ہوتا

کیا قیامت تھا الٰہی شکوہ بیداد بھی
لب تک آئی ٹکڑے ہو ہو کر مری فریاد بھی

بہلے تھی کچھ اس سے تسکین دل ناشاد بھی
اب کلیجہ کھائے جاتی ہے تمھاری یاد بھی

کیا بنالے گا مرا چرخ ستم ایجاد بھی
لب پہ تیرا ذکر بھی ہے دل مین تیری یاد بھی

جسم ہے زندان مین لیکن روح بزم یار مین — بیڑیان بھی پانوٗ مین ہین اور ہون آزاد بھی
آتے ہی کنج قفس مین چپ سی مجکو لگ گئی — لے اڑے کیا ہوش میرے طاقت فریاد بھی
یون نہ اے بلبل تڑپکر جان دینی تھی تجھے — چاہیے تھا کچھ تو پاس خاطر صیاد بھی
خیر سے کس یہ چیز کی ہے خانۂ دلمین کمی — درد بھی ہے آہ بھی ہے نالہ بھی فریاد بھی
دیکھیے کس کی فغان مین پہلے آتا ہے اثر — مین بھی نالے کر رہا ہون بلبل ناشاد بھی
یہ ہجوم یاس و حرمان یہ وفور رنج و غم — مجکو ڈر ہے درد بنجائے نہ تیری یاد بھی
غم تمھارا وہ کہ سب کچھ اور پھر کچھ بھی نہین — دل ہمارا یہ کہ ہے آباد بھی برباد بھی
مجھ اسیر قید غم کو خاک حاصل ہو قرار — آشیان کا بھی تصور ہے چمن کی یاد بھی
دونون مین سے دیجیے ترجیح کسکو عشق مین — آپ ہی کا درد بھی ہے آپ ہی کی یاد بھی
مجھ سے ہی کچھ واسطہ مطلب نہین انکو جگر — تیز ہوتا ہے مجھی پہ خنجر بیداد بھی

لب پہ نالہ نہین شکوہ نہین فریاد نہین — پھر بھی کہتے ہین کہ تو لائق بیداد نہین
کسکو معلوم کہ ہے یا دل ناشاد نہین — ایسے بھولے ہین کہ اپنے کو بھی ہم یاد نہین
اتنا معلوم ہے اس چہرے سے اٹھی تھی نقاب — آگے کیا گذری مرے دلپہ مجھے یاد نہین
کونسا لب ہے کہ جس لب پہ نہین ذکر ترا — کونسا دل ہے کہ جس دلمین تری یاد نہین

آنکھون مین اسطرح سے ترا شوق دید تھا — گویا مری نظر مین دل ناامید تھا
بیمار غم کی آنکھ نہ دم بھر کو کھل سکی — ہر چند اسطرف سے تقاضائے دید تھا
اللہ رے نشتر غم فرقت کی تیزیان — رگ رگ مین شور و شیون قطع و برید تھا
دیکھا نہ مڑکے تونے ستمگر برا کیا — بیمار ہجر منتظر باز دید تھا

جان سے تنگ ہمارا دل دیوانہ ہے — زندگی کا ہے کو ہے موت کا افسانہ ہے
گوشے گوشے مین نہان جلوۂ جانانہ ہے — دل نہین ہے مرے سینے مین پریخانہ ہے
کسقدر حسن کا عالم ترے مستانہ ہے — شمع کو وجد ہے اور رقص مین پروانہ ہے
وہی گل ہے وہی بلبل وہی پروانہ ہے — شان ہے ایک مگر رنگ جداگانہ ہے
ہاے کیا چیز ترا جلوۂ مستانہ ہے — شمع سکتے مین ہے حیرت زدہ پروانہ ہے
یہی شیشہ یہی ساغر یہی پیمانہ ہے — چشم ساقی ہے کہ میخانہ کا میخانہ ہے
ذرہ ذرہ مے توحید کا خم خانہ ہے — کسقدر عام ترا جلوۂ مستانہ ہے
کان ہنگامہ محشر پہ لگے ہین سب کے — کیا ترے رہگذر عام کا افسانہ ہے
اللہ اللہ ری وارفتگی عشق مری — اس جگہ ہون کہ جہان حسن بھی دیوانہ ہے
تم دکھا دو جسے آنکھین وہی مخمور بنے — ہم جہان شیشہ ٹپکدین وہین میخانہ ہے

شر کہتے ہین کیسے وعدۂ دیدار ہے کیا — وہ بھی میرے نگہ شوق کا افسانہ ہے

ل ترے نام نے دے رکھی ہی اسکو توقیر — ورنہ افسانہ ہمارا کوئی افسانہ ہے

نزل عشق مین اللہ رے یہ عالم شوق — ہر قدم پر مرا انداز جداگانہ ہے

ن سے پوچھے کوئی یہ ہوش کی باتین میری — لوگ کہتے ہین کہ دیوانہ ہے دیوانہ ہے

ال عشق بھی کیا کیا فریب کار ہوا — کہ اپنے پر بھی مجھے اکثر گمان یار ہوا

ین شوق دید مین اتنا نحیف و زار ہوا — کہ رفتہ رفتہ سراپا خیال یار ہوا

جنون مین سینے کو بیٹھی ہین جیب کے ٹکڑے — خبر نہین کہ گریبان بھی تار تار ہوا

بس اک نگاہ نے سب کھولدی حقیقت دل — ہین فرط شوق سے اسدرجہ بیقرار ہوا

حجاب بن گئی کوتاہی نظر ورنہ — ہزار پردون سے وہ حسن آشکار ہوا

کہان کے غمزۂ و شوخی کہان کے ناز و ادا — وہ تیر اور ہی تھا جو جگر کے پار ہوا

اب اس سے بڑھکے طلسم خیال کیا ہوگا — کہ ذرہ ذرہ تو تصویر حسن یار ہوا

خزان نہ تھی چمنستان دہر مین کوئی — خود اپنا ضعف نظر پردہ بہار ہوا

جمال دوست جو درپردہ لطف یار نہ ہو
نظر فریب یہ رنگینیٔ بہار نہ ہو

وفور کیف سے دل اتنا بیقرار نہ ہو
میں ڈر رہا ہوں کہ مضطر نگاہ یار نہ ہو

شریک عشق اگر عقل پردہ دار نہ ہو
نظر کے سامنے کوئی سوائے یار نہ ہو

نگاہ یار کا ممکن نہیں کہ وار نہ ہو
خود اپنا عیب ہے سینہ اگر فگار نہ ہو

جگر کو چین نہ ہو درد کو قرار نہ ہو
مگر خدا نہ کرے دل پہ اختیار نہ ہو

دکھاؤں داغ محبت جو ہو قصور معاف
سناؤں قصۂ فرقت جو ناگوار نہ ہو

کہاں کے سرو صنوبر کہاں کے لالۂ و گل
نگاہ ہی میں جو کیفیت بہار نہ ہو

انہیں تو دیکھ کے آئینہ وہم آتا ہے
کہ یہ کسی کی کہیں چشم انتظار نہ ہو

عجب زمانہ ہے کرتا نہیں اسے تسلیم
کسی سبب سے بظاہر جو بیقرار نہ ہو

ہر ایک تیر ادا ہو الگ الگ تقسیم
جو دل کے پار ہو وہ جگر کے پار نہ ہو

صبا کو ضد کہ کہے گی ضرور حالت دل
مجھے یہ شرم کہ سنکر وہ بیقرار نہ ہو

بس اک نگاہ محبت سے دیکھ لینا ہے
اگر جو خاطر نازک پہ یہ بھی بار نہ ہو

بھڑک رہی ہے جہاں آگ دل لگے گوشہ نہیں
کہیں کہیں تری حسرت بھی بیقرار نہ ہو

نصیب دل کو ہو یوں محو آرزو ہونا
کہ خود بھی چاہیں اگر وہ تو ہوشیار نہ ہو

بھرے ہوئے ہیں نگاہوں میں حسن کے جلوے
یہ کیا مجال جہاں میں ہوں اور بہار نہ ہو

کمال ضبط کے معنی یہ ہین محبت مین
کہ درد ہو ہمہ تن اور بیقرار نہ ہو

وہ داغ خاک ہی سرمایہ جو نہ ہو گل کا
وہ زخم ہیچ ہے جو حاصل بہار نہ ہو

خیال وصل سے کرتو رہا ہون کچھ باتین
قریب ہی کہین لیکن نگاہ یار نہ ہو

مین سُنکے حضرتِ اصغرؔ کے ای جگر اشعار
وہ مست ہون کہ کوئی پیکے بادہ خوار نہ ہو

داستان غم دل انکو سنائی نہ گئی
بات بگڑی تھی کچھ ایسی کہ بنائی نہ گئی

تاب اس بزم مین دیدار کی لائی نہ گئی
ہمنے چاہا بھی مگر آنکھ اُٹھائی نہ گئی

تپِ الفت سے کوئی چیز بچائی نہ گئی
آگ یہ ایسی لگی تھی کہ بجھائی نہ گئی

سبکو ہم بھول گئے جوش جنون مین لیکن
اک تری یاد تھی جو دل سے بھلائی نہ گئی

عشق پر کچھ نہ چلا دیدۂ ترکا قابو
اس نے جو آگ لگا دی وہ بجھائی نہ گئی

پڑ گیا حسن رخ یار کا پرتو جس پر
خاک مین ملکے بھی اس دلکی صفائی نہ گئی

کیا اٹھائیگی صبا خاک مری اس درسے
یہ قیامت تو خود ان سے بھی اُٹھائی نہ گئی

راز اس حسن کا ہندو نہ مسلمان سمجھا
کچھ جو سمجھا تو مرا دیدۂ حیران سمجھا

زخم کو مرہم دل، درد کو درمان سمجھا
چارہ گر خوب علاج غمِ پنہان سمجھا

عشق کا راز وہی سوختہ سامان سمجھا
جسنے دامن کبھی جانا نہ گریبان سمجھا

دھجیان اڑگئین صحرائے جنون کی ہی تمام
پھر بھی اپنے کو یہین لائق زندان سمجھا

حشر مین بھی نہ اٹھا آنکھ سے غفلت کا حجاب
اسکو بھی سلسلۂ خواب پریشان سمجھا

تھک گیا دست جنون بھی مرا اٹھتے اٹھتے
آج مین اپنے گریبان کو گریبان سمجھا

سوز غم الفت کا ظاہر یہ اثر دیکھا
ہر آبلہ دل پایا ہر داغ جگر دیکھا

اس عشق کے ہاتھون سے ہرگز نہ مفر دیکھا
اتنی ہی بڑھی حسرت جتنا ہی ادھر دیکھا

کیا جانئے حال ایسا کیا نوع دگر دیکھا
تا دیر ہرا اسنے ہر زخم جگر دیکھا

تھا کھیل سا پہلے عشق لیکن جو کھلین آنکھین
ڈوبا ہوا رگ رگ مین وہ تیر نظر دیکھا

سب ہو گئے اُٹھ اُٹھ کر اکبار نثار شمع
پروانون نے کیا جانے کیا وقت سحر دیکھا

وہ اشک بھری آنکھین یہ درد بھرے نالے
اللہ نہ دکھلائے جو وقت سحر دیکھا

قربان تری آنکھونکے صدقے تری نظرونکے
تھا حاصل صد ناوک جو زخم جگر دیکھا

جاتے رہے دم بھر مین سارے ہی گلے شکوے
اس جان تغافل نے جب ایک نظر دیکھا

آئین محبت مین دل اور جگر کیسے
اک زخم ادھر پایا اک داغ اُدھر دیکھا

اللہ رہی شب غم کی تاثیر جنون خیزی
سالم نہ کہین سے بھی دامان سحر دیکھا

تھا باعث رسوائی گو میرا جنون لیکن — انکو بھی نہ چین آیا جبتک نہ اِدھر دیکھا

اس چشم غزالی کو میخانۂ دل پایا — اس روے نگارین کو فردوس نظر دیکھا

یون دل کے تڑپنے کا کچھ تو ہے سبب آخر — یا درد نے کروٹ لی یا تم نے ادھر دیکھا

کیا جانئے کیا گذری ہنگام جنون لیکن — کچھ ہوش جو آیا تو اجڑا ہوا گھر دیکھا

ماتھے پہ پسینہ کیون آنکھون مین نمی کیسی — کچھ خیر تو ہے تمنے کیا حال جگر دیکھا

آگئی کونسی حسرت دل سوزان کے قریب — کچھ دھوان سا بھی اٹھا تھا گریبانکے قریب

دل کی کیا تاب کہ پہنچے صف مژگان کے قریب — جلوے خود لوٹ رہے ہین رخ تابانکے قریب

خون ہو ہو کے بہے جاتے ہین سب قلب و جگر — کوئی نشتر ہو پوشیدہ رگ جانکے قریب

اللہ اللہ ری گلکاری خونابۂ دل — اک گلستان نظر آتا ہے گریبانکے قریب

داغ فرقت کے دہکتے ہوے انگارے ہین — ہاتھ لانا نہ مرے سینۂ سوزان کے قریب

ضعف سے حال یہ تھا جوش جنون مین میرا — ہاتھ رہ جاتا تھا آ آکے گریبانکے قریب

تاب دیدار رخ یار کہان سے لاتے — گر پڑی جاکے نظر گوشۂ دامانکے قریب

گر نہین خار محبت کی کرمفرمائی — پھر یہ کیا چیز کھٹکتی ہے رگ جانکے قریب

شوق نے توڑ ہی ڈالے تھے محبت کے قیود — ہوش آیا ہے پہنچکر در جانان کے قریب

عرصۂ دہر مین اٹھے تو ہزارون فتنے — صدقے ہو ہو گئے سب گوشۂ امان کے قریب
ہو چکے حسرت و امید و الم سب رخصت — اب نہین کوئی مریضِ شبِ ہجران کے قریب
جب ہمین مٹ گئے ارمان مین پابوسی کے — خاک پہنچی بھی تو کیا گوشۂ دامان کے قریب
عشق مین سیرِ گل و لالہ ہے تمہید جنون — چاہیے ایک بیابان بھی گلستان کے قریب
ہین جگر لاکھ ہون آوارہ و سرگشتہ مگر — دل ہر اک حال مین ہے حضرتِ احسان[له] کے قریب

منتشر بعد فنا یون مری روداد رہے — دل مرا خاک ہوا اور خاک بھی برباد رہے
اک محبت کی نظر بھی دمِ بیداد رہے — کیجئے ظلم وہ مجھ پر جو مجھے یاد رہے
ضبط مین بھی یہ روش او دلِ ناشاد رہے — کہ مرا رنگِ خموشی مری فریاد رہے
ایک دل سینے مین کس کس کو جگہ دے آخر — یا ترا درد رہے یا مری فریاد رہے
روز تازہ ستم اس طرح کا ایجاد رہے — تم اگر بھول بھی جاؤ تو مجھے یاد رہے
کسکو معلوم ہے اس جلوہ گہِ ناز کا حال — ہوش ہی جب نہ ٹھکانے ہون تو کیا یاد رہے
آپ تو چھپ گئے پردے سے دکھا کر صورت — اب کوئی شاد رہے یا کوئی ناشاد رہے
روح سے ربط نہ چھوٹا ترے کوچے کا کبھی — تیرے دیوانے اسیری مین بھی آزاد رہے
جان تو آ چکی ہونٹون پہ مری اے صیاد — اب بھی محدودِ قفس تک مری فریاد رہے

له اس سے خاکسار مراد ہے،

رات کیا دلکش ادائے جلوۂ جانانہ تھی
شمع جب رخ کے مقابل آئی خود پروانہ تھی

آج رگ رگ مین مرے اک شورش مستانہ تھی
کیا نگاہ مست ساقی شامل پیمانہ تھی

نزع مین حالت مری اسد رجہ بےتابانہ تھی
جو شکن ماتھے پہ تھی گویا مرا افسانہ تھی

صبح تک یہ یادگار عشق بھی افسانہ تھی
شمع اب ہے دفن جس جا تربت پروانہ تھی

اللہ اللہ درد ہجر یار کی بےتابیان
جو نگہ اٹھتی تھی وہ اک مستقل افسانہ تھی

محفوظ اک جگہ بھی نہین جسم زار مین
خود بن گیا ہون اپنا گریبان بہار مین

کیا آگیا خیال دل بیقرار مین
خود آشیان کو آگ لگا دی بہار مین

محشر مین عرض شوق کی امید کیا کرون
دل ہی تو ہے رہا نہ رہا اختیار مین

دست جنون عشق کی گلکاریان نہ پوچھ
ڈوبا ہوا ہون سر سے قدم تک بہار مین

صورت دکھا کے پھر مجھے بےچین کر دیا
اک لطف آ چلا تھا غم انتظار مین

رگ رگ مین دل ہر دو مین تڑپ درد عشق کی
محشر بنا ہوا ہون تمنائے یار مین

سمجھے تھے جسکو عشق مین سرمایۂ حیات
تھی اک لہو کی بوند دل بیقرار مین

دل نے معاف کر دیا اک اک قصور حسن
جانا دبھرا تھا کیا نگہ شرمسار مین

محشر مین ان سے کام لیا عرض حال کا
کچھ آہین جمع تھین جو دل بیقرار مین

ہر زخم تن پہ خون کا فوارہ بن گیا — نشتر چھپے تھے کیا رگ ابر بہار مین
تھم تھم کے چھیڑ دل سے ہو تیر نگاہ ناز — کیا لطف جب ہمین نہ رہے اختیار مین

یہ جو دھندلی سی ضیا خانۂ زنجیر مین ہے — داغ شاید کوئی روشن دل دلگیر مین ہے
دل جو گم سلسلۂ زلف گرہ گیر مین ہے — سارا عالم مرے اس حلقۂ زنجیر مین ہے
ہر ادا حسن کی ڈوبی ہوئی تاثیر مین ہے — تجھ مین جو ہے وہی عالم تری تصویر مین ہے
مطمئن ہو کے کرین سیر چمن کیا وحشی — اک قدم باغ مین اک خانۂ زنجیر مین ہے
سب گوارا ستم و جور و جفا ہے مجکو — یہ جو آجائے یقین تو مری تقدیر مین ہے
اللہ اللہ یہ مری آہ شرربار کا رنگ — چاندنی چھٹکی ہوئی خانۂ زنجیر مین ہے
پہلے ہونگے کبھی بیتابیٔ دل کے شکوے — اب تو راحت سی مجھے خانۂ زنجیر مین ہے
یا مرا ذوق نظر یا مرا اندازۂ فہم — میری تصویر ترے پردۂ تصویر مین ہے

جوش جنون عشق کا ارمان نکل گیا — دامن کو سی رہے تھے گریبان نکل گیا
کانٹا تھا چشم یاس مین ایک ایک رگ گل — میرے لیے چمن بھی بیابان نکل گیا
دست جنون کا ضعف سے اٹھنا محال تھا — کیا جانے کسطرح سے گریبان نکل گیا

دل مین تو آگ ہے وہی اب تک لگی ہوئی — مانا کہ چشمِ شوق کا ارمان نکل گیا
جوشِ جنون سے کچھ نہ چلی ضبطِ عشق کی — سو سو جگہ سے آج گریبان نکل گیا

ضبطِ غم کا متحمل دلِ مہجور نہین — اب یہ جی سے بھی گذر جاے تو کچھ دور نہین ۱۰
طلبِ خلد نہین آرزوے حور نہین — تم جو مل جاؤ تو پھر کچھ مجھے منظور نہین
غیر کیون میری طرح عشق مین مشہور نہین — آنکھ سے دور سہی دل سے تو وہ دور نہین
اللہ اللہ رے یہ رنگ حقیقت کی بہار — کونسا خون کا قطرہ ہے جو منصور نہین
سخت مشکل سے پڑا آج گریبان پہ ہاتھ — مین سمجھتا تھا کہ یہ فاصلہ کچھ دور نہین
شوق بے تاب کہ کہہ چلیے غمِ عشق کا راز — شرم مانع کہ محبت کا یہ دستور نہین
دل کے ہوتے ہوے جاتے ہو کہاں اے موسیٰ — اسمین کچھ جلوے ہین ایسے جو سرِ طور نہین

اللہ رے بے تابی دردِ غمِ فرقت کی — دن ہے تو مصیبت کا شب ہے تو قیامت کی ۴
کیا پوچھتے ہو حالت بیمارِ محبت کی — کچھ اور ابھی گھڑیان باقی ہین مصیبت کی
تم عرصۂ محشر مین بے پردہ تو جاتے ہو — آنکھین نہ جھپک جائین خورشیدِ قیامت کی
ہر زخم ہے سینہ پر نقشہ غمِ فرقت کا — ہر اشک ہے آنکھون مین تصویر محبت کی

آہی گیا رحم ان کو حال دل محزون پر — کہ کر ہی گئی کام اپنا تاثیر محبت کی
اے جوش جنون ٹوٹے چھالا نہ مرے دل کا — دھندلی سی نشانی ہے سوز غم فرقت کی
لاکھون مین جگر اسنے پہچان لیا تم کو — چھپتی ہے چھپانے سے کب آنکھ محبت کی

جو ہجر گل کی نشانی ہے داستان صیاد — دہن مین کاٹ کے رکھ لے مری زبان صیاد
قفس مین پہلے مجھے جا کے بند کر آتا — اجاڑتا ہی جو تھا میرا آشیان صیاد
نظر بھی ساتھ رہی ہے قدم قدم پہ مری — پھرا ہے صحن چمن مین جہان جہان صیاد
پکڑ کے لے تو چلا ہے مگر مرا ذمہ — بنا نہ دون جو قفس کو بھی آشیان صیاد
سناؤن آہ کسے سرگذشت غم اپنی — نہ ہم خیال فلک ہے نہ ہمزبان صیاد

مجکو وہ لذت ملی احساس مشکل ہو گیا — رہتے رہتے دل مین تیرا درد بھی دل ہو گیا
بیخودی شوق کا جب رنگ کامل ہو گیا — ذرہ ذرہ قیس کی نظرون مین محمل ہو گیا
اے نگاہ یاس یہ کیا رنگ محفل ہو گیا — مین نے جس دل کیطرف دیکھا مرا دل ہو گیا
لطف یکرنگی محبت مین یہ حاصل ہو گیا — درد میرا دل بنا مین درد کا دل ہو گیا
جب کسی کا ناوک مژگان مقابل ہو گیا — شوق سے ہر قطرہ خون جسم مین دل ہو گیا

لے ہی پہونچی بیخودی شوقِ بزمِ یار تک
گو مجھے اک اک قدم ایک ایک منزل ہوگیا

ابتدا وہ تھی کہ تھا جینا محبت مین محال
انتہا یہ ہے کہ اب مرنا بھی مشکل ہوگیا

ایک ہی جلوے کے مظہر ہین یہ دونون آہ جگر
کوئی قاتل ہوگیا اور کوئی بسمل ہوگیا

رہتے ہین جو وہ آٹھ پہر میری نظر مین
عالم کی حقیقت ہے نہان دیدۂ تر مین

کیا جانئے کیا سحر تھا اس شوخ نظر مین
اک آگ سی بھر دی ہے مری قلب و جگر مین

اللہ ری شوخی یہ ترے تیر نظر مین
آنکھون سے کبھی دل مین کبھی دل سے جگر مین

چھوڑا نہ تپ عشق نے کچھ بھی کسی گھر مین
دل سے جو لگی آگ بجھی جا کے جگر مین

اب شمع بھی بجھتی ہے مرا دم بھی لبون پر
کیا دیر ہے یارب شبِ فرقت کی سحر مین

یہ رنگ یہ عالم یہ بہار اور یہ جلوے
جنت ہی نظر مین مری یا تم ہو نظر مین

پھر برق سے مجکو نہ رہے کوئی شکایت
ایسی ہی لگے آگ جو صیاد کے گھر مین

جب تو کچھ ظرف ہی اے دل ترے پیمانے کا
راز میخانے سے باہر نہ ہو میخانے کا

کیون نہو شوق مے عشق کے پیمانے کا
اسکا جو قطرہ ہے حاصل ہے وہ میخانے کا

صبح یہ راز کھلا رات کے افسانے کا
شمع خود بھسم تھی بدلے ہوئی پروانے کا

عرصۂ حشر کہان یہ دل برباد کہان / وہ بھی چھوٹا سا ہر ٹکڑا اسی ویرانے کا

اسکی تصویر کسی طرح نہین کھینچ سکتی / شمع کے ساتھ تعلق جو ہے پروانے کا

چشم ساقی کے تصور کا یہ اللہ رے کمال / کھنچ گیا سامنے نقشہ مرے میخانے کا

جذبۂ شوق نے دم لینے کا موقع نہ دیا / شمع منہ دیکھتی ہی رہ گئی پروانے کا

جرعے کی ادائین نگہ ناز مین ہین / چشم مخمور مین کل راز ہے میخانے کا

جذبۂ شوق خدا جانے کہان لے اڑتا / شمع گر ہاتھ پکڑ لیتی نہ پروانے کا

دل یہ لبریز ہے شوق ہی مخمور وہ آنکھ / سامنا آج ہے میخانے سے میخانے کا

جلوہ فرما وہ کچھ اس رنگ سے محفل مین ہوئی / خون ثابت نہ ہوا شمع پہ پروانے کا

جلوہ فرما جو ہوئی صبح تجلاے جمال / پھر نشان شمع کا باقی تھا نہ پروانے کا

وہ بھی بالین پہ ہین لیکن نہین کھلتی آنکھین / وقت تھا ہوش مین بیمار کے آجانے کا

خود بھی اک آگ قیامت کی نہان رکھتی ہے / شمع نے طرز اڑایا ہے یہ پروانے کا

جور گلچین و جفاے باغبان دیکھا کیے / جو دکھایا تو نے وہ اے آسمان دیکھا کیے

شام فرقت دل کی آہون کا دھوان دیکھا کیے / ہر طرف ہم آسمان ہی آسمان دیکھا کیے

آج کن آنکھون سے یہ جور خزان دیکھا کیے / سب چمن لٹتا رہا وہ باغبان دیکھا کیے

اب قفس مین ہوش آیا تو یہ حیرت ہی ہین — کسطرح آنکھون سے لٹتے آشیان دیکھا کیے
جی بھر آیا ناتوانی پر جو راہ شوق مین — دیر تک ہم نقش پائے رہروان دیکھا کیے
جب چمن سے لیچلا صیاد کرکے ہمکو قید — دور تک مڑ مڑ کے سوئے گلستان دیکھا کیے
تھا اسیری مین بھی کچھ ایسا تعلق روح کو — ہم قفس مین روز خواب آشیان دیکھا کیے
کیسی سیر لالہ و گل باغ مین جبتک رہے — دست گلچین یا نگاہ باغبان دیکھا کیے

آیا نہ راس نالۂ دل کا اثر مجھے — اب تم ملے تو کچھ نہین اپنی خبر مجھے
دل لیکے مجھسے دیتے ہو داغ جگر مجھے — یہ بات بھولنے کی نہین عمر بھر مجھے
ہر سو دکھائی دیتے ہین وہ جلوہ گر مجھے — کیا کیا فریب دیتی ہے میری نظر مجھے
ملتی نہین ہے لذت درد جگر مجھے — بھولی ہوئی نہ ہو نگہ فتنہ گر مجھے
آتی نہین نباہ کی صورت نظر مجھے — ہین بال و پر کو شاق ہون و بال پر مجھے
ڈالا ہے بیخودی نے عجب راہ پر مجھے — آنکھین ہین اور کچھ نہین آتا نظر مجھے
کرنا ہے آج حضرت ناصح سے سامنا — ملجائے دو گھڑی کو تمھاری نظر مجھے
مستانہ کر رہا ہون رہ عاشقی کو طے — لیجائے جذب شوق مرا اب جدھر مجھے
کیسے کہون کہ ختم ہوئی منزل فنا — اتنی تو ہے خبر کہ نہین کچھ خبر مجھے

ڈرتا ہون جلوہ رخِ جانان کو دیکھکر — اپنا بنا نہ لے کہین میری نظر مجھے
یکسان ہے حسن و عشق کی سرمستیون کا رنگ — انکی خبر انھین ہے نہ میری خبر مجھے
اللہ رے شوق دید کی حیرت فزائیان — یہ حال ہی کہ کچھ نہین آتا نظر مجھے
مرنا ہے انکے پانؤن پر رکھکر سر نیاز — کرنا ہے آج قصۂ غم مختصر مجھے
سینے سے دل عزیز ہی دل سے ہو تم عزیز — سب سے مگر عزیز ہے میری نظر مجھے
مین دور ہون تو روے سخن مجھسے کس لیے — تم پاس ہو تو کیون نہین آتے نظر مجھے
کیا جانئے قفس مین رہے کیا معاملہ — ابتک تو ہین عزیز مرے بال و پر مجھے
شرم گنہ یہ حشر مین کام آئی اے جگر — ابر کرم بنا مرا دامان تر مجھے

یہ کہکر تسلّیِ دل ناشاد کرتے ہین — کہ ایسا بھی کبھی ہوتا ہی وہ خود یاد کرتے ہین
قیامت ہے کہ وہ اب تازہ ستم ایجاد کرتے ہین — یہ حالت ہی کہ زخم دل بھی اب فریاد کرتے ہین
بنا کر اپنے ہاتھون آشیان برباد کرتے ہین — جو تیرا کام تھا وہ بھی ہم اے صیاد کرتے ہین
محبت ابتدا سے انتہا تک ضبط مین گذری — نہ جب فریاد کرتے تھے نہ اب فریاد کرتے ہین

اور ہی کچھ کہہ رہا ہی رنگ بیتابانہ آج — اوڑ نہ جائے شمع کو لیکر کہین پروانہ آج

کر گیا کیسا ستم یہ جلوۂ جانانہ آج
شمع پروانہ سے برہم شمع سے پروانہ آج

کام آخر کر گئی وہ نرگس مستانہ آج
بھر گیا بے منت ساقی مرا پیمانہ آج

ہے تصور مین کسی کی نرگس مستانہ آج
شیشہ بھی ساغر ہے میرا خم بھی ہی پیمانہ آج

عام ہے فیض نگاہ ساقی مستانہ آج
شیشہ بھی شیشہ ہی پیمانہ بھی ہی پیمانہ آج

چھک گیا ایک ایک میکش اس نگاہ مست سے
تم ادھر دیکھا کیے اور لٹ گیا میخانہ آج

نزع مین اللہ ری میری چشم حسرت کا سکوت
کہہ گئی کس طرح ساری عمر کا افسانہ آج

اچھا ہے پاس اگر کوئی غمخوار بھی نہین
اب میرا حال لایق اظہار بھی نہین

حسرت سے اب نگاہ سوی یار بھی نہین
یعنی کہ ہم مین طاقت دیدار بھی نہین

حسرت یہ ہی کہ پیش نظر رات دن رہین
اور ضعف یہ کہ طاقت دیدار بھی نہین

وارفتگی شوق کا اللہ رے کمال
احساس درد و لذت آزار بھی نہین

دامان و جیب ہو گئے نذر جنون تمام
باقی کفن کے واسطے اک تار بھی نہین

صیاد میرے دم سے ہین سارے یہ چہچہے
جب مین نہین تو رونق گلزار بھی نہین

کچھ یہ کہ عرض شوق کی طاقت نہین مجھے
اور کچھ یہ ہے کہ مصلحت یار بھی نہین

وہ دل کہ جس پہ حرف تمنا بھی بار تھا
اب صرف شکوہ سنجی اغیار بھی نہین

دل مین ہجوم شوق کا عالم نہ پوچھیے — گنجائش خیال رُخِ یار بھی نہین
تھا جذب شوق حاصل سرمایۂ حیات — دیکھا تو ہم مین طاقت دیدار بھی نہین

ٹھیک احساس ہی باقی تن بیجان مین نہین — ورنہ جو دل مین ہین کانٹے وہ بیابان مین نہین
دل اسی طرح جو گم جلوۂ جانان مین نہین — دیکھتا ہون تو وہ اب رنگ گلستان مین نہین
خوف صیاد سے عالم ہے یہ بیتابی کا — کہ ابھی ہون تو ابھی صحن گلستان مین نہین
بچ رہا ہو جو کوئی جوش جنون کے ہاتھون — تار ایسا کوئی اب جیب وگریبان مین نہین

---

۲ یہ کیا آج او چشم تر دیکھتے ہین — کہ دامن پہ قلب و جگر دیکھتے ہین
محبت مین ٹکڑے جگر دیکھتے ہین — نہین دیکھ سکتے مگر دیکھتے ہین
تجھے ہر طرف جلوہ گر دیکھتے ہین — جہان دیکھتے ہین جدھر دیکھتے ہین
عنایت کی جس پر نظر دیکھتے ہین — ہم اوسکا دل اوسکا جگر دیکھتے ہین
قفس مین تڑپ جاتے ہین جان و دل سب — جو اُڑتا ہوا کوئی پر دیکھتے ہین
وہی راہ چلتے ہین عشاق اُنکے — کہ جس راہ کو پر خطر دیکھتے ہین
فلک کے ستم آشیان مین ہم اپنے — سمیٹے ہوے بال و پر دیکھتے ہین

حسن کی شانین جتنی تھین سب نمایان ہوگئین
جو ترے رخ سے بچین رنگ گلستان ہوگئین

کارگر کچھ دل کی آہین شام ہجران ہوگئین
خود بخود جتنی تھین شمعین سب فروزان ہوگئین

عشق کی کیفیتین کب دل مین پنہان ہوگئین
رنگ رخ بن بن کے میرا سب نمایان ہوگئین

اور بھی میرے لیے آفت کا سامان ہوگئین
ہائے وہ مخمور آنکھین جب پشیمان ہوگئین

وہ نگاہین جب مقیم قلب ویران ہوگئین
بے سر و سامانیان سب ساز و سامان ہوگئین

دھجیان باقی ہین جتنی اب یہ کس کام کی
جو گریبان ہونیوالی تھین گریبان ہوگئین

ہو چلی تھین عرض غم پر وہ نگاہین تیز تیز
پھر نہ جانے کیا خیال آیا پشیمان ہوگئین

عرصہ گاہ عشق مین آزادیان کسکو نصیب
خود مری آہین مجھے دیوار زندان ہوگئین

اب کہان دلکی تمناؤن کی بزم آرائیان
آنکھ جھپکی تھی کہ سب خواب پریشان ہوگئین

دل کی آہون سے بہت کچھ تھی توقع عشق مین
آج وہ بھی سب شریک درد پنہان ہوگئین

وہ نگاہین کس غضب کی تیز چھریان ہوگئین
دل مین ڈوبین اور ہر گوشہ مین پنہان ہوگئین

ڈوبکر دل مین وہ نظرین تیر و پیکان ہوگئین
رہگئین جو دل کے باہر نشتر جان ہوگئین

سہل ہونیوالی تھین کب عشق کی دشواریان
تمنے آسان کر دیا جنکو وہ آسان ہوگئین

اے جنون سامان پھر کیا رہائی کی امید
حسرتین بھی دفن زیر خاک زندان ہوگئین

عشق کی بھی مشکلین ہین موت کی بھی مشکلین
یا وہ آسان ہوگئین اب یا یہ آسان ہوگئین

چشمِ عالم سے رہا پنہان ہی گو حسنِ ازل — پھر بھی کچھ شانین تھین ایسی جو نمایان ہوگئین

چھپ سکی ہرگز نہ آزارِ محبت کی خلش — دل کی چوٹین صاف چہرے سے نمایان ہوگئین

عشق کی بےتابیان کب چھوڑ سکتی تھین مجھے — فرق اتنا ہے کہ اب آنکھون سے پنہان ہوگئین

یون آج انکے سامنے شرحِ فغان رہے — جو حرف منھ سے نکلے وہ اک داستان رہے

آنکھون مین نور جسم مین بنکر وہ جان رہے — یعنی ہمین مین رہ کے ہمین سے نہان رہے

ہم وہ ہین دردمندِ محبت جہان رہے — خاموش بھی رہے تو سراپا فغان رہے

ہرچند وقفِ کشمکشِ دوجہان رہے — تم بھی ہمارے ساتھ رہے ہم جہان رہے

باقی چمن مین کچھ تو ہمارا نشان رہے — صیاد ہم رہین نہ رہین آشیان رہے

اسطرح رازِ عشق رہے تو نہان رہے — سینے مین دل رہے نہ دہن مین زبان رہے

آہی گیا لبون پہ مرے آج حرفِ شوق — دشوار ہے یہ اب کہ دہن مین زبان رہے

ہر شاخ پر ہے باغ مین صیاد کی نگاہ — مطلب یہ ہے کہین نہ مرا آشیان رہے

ہرچند شمع کر سکی پروانے کو نہ منع — لیکن سحر تک آنکھ سے آنسو روان رہے

یا اضطرابِ شوق قفس کو بھی لے اڑے — یا اب نظر مین بھی نہ مرا آشیان رہے

ملتی نہین نگاہ بھی صیاد کی جب مگر — کیسے کہون قفس کے قریب آشیان رہے

دل کی تسکین کیلیے دو پھول دامن مین نہین ۔ اسطرح ہون آج گلشن مین کہ گلشن مین نہین
چین اسیران قفس کو یاد گلشن مین نہین ۔ دوڑتی ہین بجلیان سیلاب خجل تن مین نہین
کیا کرون اک قطرۂ خون بھی جو دامن مین نہین ۔ چند داغون کے سوا اب کچھ مرے تن مین نہین
وہ گلو نیر تازگی رونق وہ گلشن مین نہین ۔ خاک سی اڑتی ہی مین جب سے نشیمن مین نہین
چھوٹنا قید قفس سے اور بھی آفت ہوا ۔ اب برائے نام بھی راحت نشیمن مین نہین
دلکی خاکستر کو اے غافل حقارت سے نہ دیکھ ۔ اسمین جو چنگاریان ہین دشت ایمن مین نہین
باغ کا منظر خزان کا رنگ تصویر قفس ۔ کونسی دنیا ہے جو میرے نشیمن مین نہین
اس طرف صیاد کی نظرین ادھر نالے مرے ۔ یا وہ گلشن مین نہین اب یا مین گلشن مین نہین
خاک ہو جانے پہ بھی بلبل کے جنبش ہر وہی ۔ روح تو لپٹی ہوئی شاخ نشیمن مین نہین
دید کے قابل ہی یہ رنگ سبک روحی مرا ۔ ڈھونڈھتی ہی برق مجکو مین نشیمن مین نہین
کیون خزان مین سر جھکائے مضمحل بیٹھا رہون ۔ میری نظرون مین تو ہین جو پھول گلشن مین نہین
رک گئی کنج قفس مین خود بخود میری زبان ۔ شاید اک تنکا بھی باقی اب نشیمن مین نہین

کس قیامت کی کشش یہ جذبۂ کامل مین ہی ۔ تیر انکے ہاتھ مین پیکان ہمارے دلمین ہی
اک تلاطم سا تو برپا سینۂ بسمل مین ہے ۔ اب نہ جانے تو ہی خود یا درد تیرا دلمین ہی

کس قیامت کا اثر یہ جذبۂ کامل مین ہی — یعنی لیلے اب نہین ہی قیس خود محمل مین ہی

جلوہ فرما کون اس اجڑی ہوئی منزل مین ہی — آفتاب حشر ہے جو داغ میرے دل مین ہی

دل بھی ہی پابند غم حسرت بھی مضطر دل مین ہی — جسکے یہ دونون ہین کیا جانین وہ کس مشکل مین ہی

عشق کا ہر رنگ پنہان میری آب و گل مین ہے — قیس میرے سینہ مین فرہاد میرے دل مین ہی

سر مین سودا عشق کا ہی اور وہ صورت دل مین ہی — اک قدم ہی راستہ مین اک قدم منزل مین ہی

مفت سرگردان جو اب تک سعی لاحاصل مین ہی — قیس سمجھا ہی کہ لیلے پردۂ محمل مین ہی

آنکھ سی سینہ مین سینہ سی کبھی یہ دل مین ہی — کیا کہون تیری تمنا کو کہ کس مشکل مین ہی

کیا یہ اعجاز محبت ناوک قاتل مین ہے — یعنی وہ بھی دل ہی جو قطرہ لہو کا دل مین ہی

اللہ اللہ یہ مری مشق تصور کا کمال — مین ہون اس محفل مین اور محفل کی محفل دل مین ہی

عشق مین گم گشتگی شوق راس آئی مجھے — تھی جو میرے دل مین حسرت اب وہ انکے دل مین ہی

سو بہارین اسپہ صدقے لاکھ گل اسپر نثار — وہ لہو کا ایک قطرہ جو ہمارے دل مین ہی

ہر تڑپ کے ساتھ آجاتی ہی مجھ مین تازہ روح — شکر ہے اتنا اثر تو اضطراب دل مین ہی

شمع چپ پروانے ششدر اہل دل سب دم بخود — ہاے کیا تصویر کا عالم تری محفل مین ہی

جوانی آتے ہی انپر قیامت کی بہار آئی — نظر بیگانہ وار اٹھی حیا مستانہ وار آئی

یہ کسکی یاد چھریان لیکے دل مین بار بار آئی کہ لب تک جسم سے کھنچ کھنچ کے جان بیقرار آئی
چمن مین راس کب مجکو ہوائے روزگار آئی قفس ہی میری قسمت مین لکھا تھا جب بہار آئی
مری نظرون مین جب سے تازگی حسن یار آئی خزان بھی آئی گلشن مین تو مین سمجھا بہار آئی
صدا کسکی الٰہی کان مین یہ بار بار آئی نہ جانے کسطرح راحت انھین زیر مزار آئی
وہ عاشق ہون کہ میری لاش جب زیر مزار آئی محبت نوحہ گر پہونچی تمنا سوگوار آئی
مقید ہو کے اے صیاد جبدن سے ہزار آئی وہی دن ہے کہ پھر اب تک نہ گلشن مین بہار آئی
کچھ ایسی جوش پر اب کے یہ چشم اشکبار آئی قفس مین ٹوٹ کر سارے گلستان کی بہار آئی
شمیم عطر بیز آئی نسیم مشکبار آئی تم آئے سامنے یا سو بہارون کی بہار آئی
بھڑکا جاتا ہے دل رندون کا جوش کیف مستی سے غضب کی آگ بھڑکاتی ہوئی ابکی بہار آئی
اب آخر آشیان کے ذکر سے صیاد کیا حاصل یہ کہدینا ہی کیا کم تھا کہ گلشن مین بہار آئی
چمن مین جیسی اک بلبل کے دم تک دیکھ لی ہمدم نہ پھر ایسی خزان دیکھی نہ پھر ایسی بہار آئی
وہ دیوانہ ہون مین جب سے بسایا مین نے زندان کو نہ صحرا مین اُگے کانٹے نہ گلشن مین بہار آئی
قفس مین بھی نگاہون سے جدا ہوتا نہین دم بھر وہ عالم ہائے میرا خاتمے پر جب بہار آئی
غضب تھا آج گلشن مین حیرت خیز نظارہ ادھر بلبل کا دم ٹوٹا ادھر فصل بہار آئی
کیا تھا ذبح جرم نالہ پر صیاد نے مجکو بہت رویا مگر جب پھر نہ گلشن مین بہار آئی

اثر اتنا تو ہونا چاہیے جذب محبت مین
کہ جب تک مین قفس مین تھا قفس ہی مین بہار آئی

قفس کا اور کیا ایک اسطرح جنبش مین آجانا
مگر معلوم ہوتا ہے کہ گلشن مین بہار آئی

کہین ساغر بکف گل ہین کہین خم در بغل غنچے
چمن ہی میکدہ بھی بن گیا جب سے بہار آئی

بنا کر جسنے بیخود آشیان ہمسے چھڑایا تھا
سنا ہے پھر اسی شدت سے گلشن مین بہار آئی

مری اس بیخودی کا یاد گل مین کیا ٹھکانا ہے
اٹھی جب آشیان سے آگ تب سمجھا بہار آئی

وہ گھر برباد ہی ہو جاے تو بہتر ہے جس گھر مین
نہ صبح وصل آئی اور نہ شام انتظار آئی

نگاہ یاس اور دیگر نگاہ ناز سے رہتی
گئی اور چند نشتر انکے دلمین بھی اتار آئی

بہار رفتہ میری پھر نہ آئی اے جگر واپس
چمن مین ہر خزان کے بعد لیکن اک بہار آئی

غضب حسن آفرین فیض جمال روے جانان تھا
کہ ان آنکھون نے جس گل پر نظر ڈالی گلستان تھا

جنون مین یاس کے ہاتھون عجب آفت کا سامان تھا
نظر جس سمت اٹھی تھی بیابان ہی بیابان تھا

قدم کیا خاک اٹھتے قیس کے بیچارہ حیران تھا
کہ ہر ذرہ دیار نجد کا تصویر جانان تھا

عجب کچھ دید کے قابل فروغ بزم جانان تھا
ادھر وہ جلوہ فرما تھے ادھر سینہ چراغان تھا

محبت مین یہ جوش دیدۂ خونناب افشان تھا
کہ جو قطرہ تھا دامن پر وہ گویا اک گلستان تھا

شب فرقت ہمین کروٹ بدلنا کوئی آسان تھا
ادھر اک زخم حسرت تھا ادھر اک داغ ہجران تھا

بھلا بیکار کب دست جنون فتنہ سامان تھا
گریبان جب نتھا باقی تو دامن ہی گریبان تھا

نقاہت یہ کہ مشکل آنسوؤں کا پونچھ لینا بھی
جنون ایسا کہ جو کچھ سامنے آیا گریبان تھا

خزان کا دور وہ ثمر مردہ غنچے گل وہ افسردہ
چمن لٹتا تھا یا رب یا کوئی خواب پریشان تھا

دل پُر داغ کی ویرانیون کا واہ کیا کہنا
کہ گلشن کا تھا گلشن اور بیابان کا بیابان تھا

بس اتنی تو خبر ہے اڑ گیا کچھ دھجیان ہوکر
نجانے جیب تھی یا آستین تھی یا گریبان تھا

شب غم بہ گیا تھا دل تو آنکھون سے لہو بنکر
جو رہ رہ کر تڑپ جاتا تھا شاید درد پنہان تھا

انھین کی اک نگاہ ناز کے سارے کرشمے تھی
نہ حسرت میری حسرت تھی نہ ارمان میرا ارمان تھا

جسے اے یاس ٹھنڈا کر دیا تیری عنایت نے
وہی اک داغ دل تو زینت شام غریبان تھا

وہ حلم اور وہ تواضع اور وہ طرز خود فراموشی
خدا بخشے جگر کو لاکھ انسانون کا انسان تھا

فروغ حسن رخ نکو نے کیا یہ کیا انقلاب پیدا
حجاب پر ہے حجاب طاری نقاب پر ہے نقاب پیدا

حیا مین آئے تو رنگ مستی ادا مین ہو تو حجاب پیدا
وہ آنکھ خود ہی بہکیگی ساقی نظر کریگی شراب پیدا

سنین تو وہ میرا قصۂ غم بنین تو وہ درد دل کے محرم
کریگا ایک ایک اشک حسرت ہزار چشم پُر آب پیدا

مٹے اگر دل سے زنگ غفلت کھلے اگر دیدۂ حقیقت
تو خاک دل کا ہر ایک ذرہ کریگا سو آفتاب پیدا

کہان کا میخانہ کسکا ساقی کچھ اور بڑھنے دو بیخودی کو
یہی بنائیگی جام و ساغر یہی کریگی شراب پیدا

نظر کی ناکامیابیون نے یہ راز ظاہر کیا بالآخر — کہ بیحجابی مین بھی ہی تیری ہزار رنگ حجاب پیدا
تڑپ یہ دل کی کہ جیسی بھی ہزار جان سے نثار جسپر — سکون ایسا کہ جسکی ہر ہر ادا سے لاکھ اضطراب پیدا

وہ چمن میرا چمن ہے وہ قفس میرا قفس — جسکے ہر ہر گوشہ مین صدہا چمن صدہا قفس
کونسی بلبل نے اے صیاد پھر دیکھا قفس — بال و پر بکھرے پڑے ہین آشیان سے تا قفس
عشق مین کیا لالہ و گل کیا چمن کیسا قفس — مین ہی خود اپنا گلستان ہین ہی خود اپنا قفس
کیون نہ جان و دل سے ہو مجھکو عزیز اپنا قفس — میرے ٹوٹے دل کی اک تصویر ہے میرا قفس
سو بہارونکی ہے جان اک میری چشم خونچکان — سارے گلشن کی حقیقت اک مرا تنہا قفس
تٹ کھاؤن باغبانکو اشکِ خونین کی بہار — اک طرف گلشن ہو اُسکا اک طرف میرا قفس
خاک ہو اپنی رسائی جلوہ گاہِ یار تک — حسن کا عالم گلستان عشق کی دنیا قفس
دیدۂ شوق اور نگاہِ یاس کا اُف رے کمال — مجھکو آتے ہین نظر کیا کیا چمن کیا کیا قفس
عشق مین آزاد ہو کر کیا کرون سیر بہار — اس گلستان کا نظر آتا ہے ہر تنکا قفس
اضطراب دل کے ہاتھون سب برابر ہین مجھے — کیا بیابان کیا گلستان کیا نشیمن کیا قفس
کچھ تو ایسی بات ہے جی بیٹھا جاتا ہے مرا — ورنہ اسسے پہلے کیا مین نے نہ دیکھا تھا قفس
رکھ دیئے ہین سامنے لا کر کمالِ عشق نے — اک طرف صدہا گلستان اک طرف صدہا قفس

تم جدھر نکلے اُدھر اک چھا گئی تازہ بہار
ہم جہان بیٹھے وہین اک کر لیا پیدا قفس

کیا چمن کا حال مجھسے پوچھتا ہے ہمنشین
میرا کل حاصل اسیری یا میری گُل و نیا قفس

باغبان مجھسے ہی خوش صیاد مجھ پر مہربان
اب چمن میرا چمن ہے اب قفس میرا قفس

دو ہی دن مین ہو گیا ای دل یہ کیسا انقلاب
کل تھا کُل عالم گُلستان آج کل دنیا قفس

مین وہ غیرتمند بلبل تھا دکھایا پھر نہ مُنھ
بوے گُل آ آ کے ڈھونڈھا کی قفس سے تا قفس

جوش وہ رنگینیونکا اُنکے پیکان مین نہین
کیا کوئی قطرہ لہو کا اب رگِ جان مین نہین

کوئی دیوانہ ہی اس عہدِ پریشان مین نہین
ورنہ جو صحرا مین قیدین ہین وہ زندان مین نہین

دھجیان دستِ جنون سے جیب و دامان مین نہین
کوئی ٹکڑا قسمتِ خارِ بیابان مین نہین

فیضِ سوزِ عشق سے ای دل سراپا داغ ہون
جو بہار اب مجھ مین ہے سارے گلستان مین نہین

اضطرابِ شوق۔ دردِ عشق۔ رنگِ آرزو
کونسا نشتر ہے جو میری رگِ جان مین نہین

عام ہے قیدِ جنون اے ہوشیار رہ ہوشیار
ہے وہی دیوانہ جو اس سال زندان مین نہین

نالۂ پر درد۔ بوے سوزِ دل۔ داغِ جگر
یہ بہارین ہین قفس کی جو گلستان مین نہین

بھر نہ دی ہو رُوح جس مین وحشتِ دلنے مری
ایک بھی ذرہ کوئی ایسا بیابان مین نہین

جانشینِ حضرت فرہاد و مجنون ہون جگر
بعد میرے کوئی بھی کوہ و بیابان مین نہین

علاجِ کاوشِ غم خاک چارہ جو کرتے ہزار زخم تھے کس کس جگہ رفو کرتے
اشارہ خود جو نہ وہ بہرِ جستجو کرتے مجال کیا تھی ہماری کہ آرزو کرتے
وہ آتے اور نہ ہم شرحِ آرزو کرتے زبان جو رُکتی اشارون مین گفتگو کرتے
وہ ہمسے ملتے نہ ملتے یہ اُنکی تھی مرضی ہمارا کام یہی تھا کہ جستجو کرتے
ہوا یہ خوب کہ بڑھتے ہی ہات ہوگئے شل کہ جیب جیب نہ رہتی اگر رفو کرتے
بیان ہو نہ سکی ابتدا محبت کی تمام عمر ہوئی شرحِ آرزو کرتے
پھرا نہ کوچۂ جانان سے مُنھ کسی صورت عزیز تھک گئے سب مجھکو قبلہ رو کرتے
تمھارے حسن کی کیا بات آہ رہجاتی ہمین جو پہلے عیانِ شانِ آرزو کرتے

جلوہ جو انکے رخ کا مری چشمِ تر مین ہے شادابی بہار کا عالم نظر مین ہے
آنکھوں سے دلمین ہے کبھی دل سے جگر مین ہے اللہ کیا تڑپ ترے تیرِ نظر مین ہے
امیدِ وصل دیدۂ حسرت اثر مین ہے یعنی ہماری روح ہماری نظر مین ہے
ہر ذرہ رقص مین ہے جو اس رہگذر مین ہے کیا عالم حیات کسی کی نظر مین ہے
تاریک ہوتی جاتی ہے رہ رہ کے کل فضا پھر بھی مریضِ ہجر امیدِ سحر مین ہے
گلشن ہو یا بہار ہو جنت ہو یا ہو خلد جب تک ہو تم نظر مین سبھی کچھ نظر مین ہے

کیا آفتاب حشر سے جھپکے گی اب یہ آنکھ — ہر ذرہ کوے یار کا میری نظر مین ہے

تنہائی فراق کا کیا کیجیے بیان — اک آہ تھی سو وہ بھی تلاش اثر مین ہے

اللہ ری یاد طاقت پرواز کا اثر — دل مین بھی وہ نہین جو تڑپ بال و پر مین ہے

اللہ ری سوز عشق کی آتش فروزیان — اک آگ سی لگی ہوئی قلب و جگر مین ہے

ہم بیخودان عشق کا کیا پوچھتے ہو حال — ظاہر نہ ہو سکے جو، وہ عالم نظر مین ہے

کسطرح عشق مین رہے یکسان کسی کا رنگ — عالم جدا جدا تری ہر ہر نظر مین ہے

ہون گوش دل کسیکے تو عبرت کیواسطے — اک داستان خموشی شمع سحر مین ہے

یون آرہے ہین آج ہم اک بزم ناز سے — چہرہ پہ نور جلوۂ جانان نظر مین ہے

تجکو بھی کچھ خبر ہے یہ اے مست ناز حسن — سارے جہان کی جان تری اک نظر مین ہے

کیونکر بہار شعر سے ٹپکے نہ اے جگر — رنگ کلام حضرت اصغرؔ[۱] نظر مین ہے

جواب انکا کہان سارے جہان مین — دبی ہین بجلیان جو آشیان مین

اثر پیدا ہوا کس کی فغان مین — تلاطم ہے زمین و آسمان مین

لبون تک جان بھی کھنچ آئی یارب — توقف کیا ہے مرگ ناگہان مین

---

[۱] اس سے مراد جناب اصغر حسین صاحب اصغر ہین جنکا تذکرہ مقدمہ مین کیا گیا ہے۔

جگہ پر اپنی چھوڑ آیا ہون صیاد — لہو کے چند قطرے آشیان مین
اشارہ ہے کسی کی اک نظر کا — وگرنہ کیا ہے جان ناتوان مین
بتادے بیخودی عشق اتنا — قفس مین ہون کہ ہون مین آشیان مین
نظر کا بھی اٹھادے پردہ غافل — رہے یہ بھی نہ حائل درمیان مین
حقیقت کھولکر اک دن رہین گے — وہ آنسو جو ہین چشم رازدان مین
بڑھی جاتی ہے وحشت ہر قدم پر — چھپا جاتا ہون گرد کاروان مین
یہ رنگ اتحاد! اللہ اکبر — شبیہ دل ہے ہر اشک روان مین
برابر ہے ہمین اے وحشت دل — قفس مین اب رہین یا آشیان مین
جرس کے بھی جو اٹھکر ہوش کھو دین — وہ نغمے ہین مرے ساز فغان مین
رہی لرزان ہمیشہ ان سے بجلی — جو تنکے بچ رہے تھے آشیان مین
جگر کے اٹھتے ہی اف کس غضب کی — اوداسی چھا گئی بزم جہان مین

یہ نہ پوچھو دہر مین کب سے مین اسیطرح خانہ خراب ہون
جو نہ مٹ سکا وہ طلسم ہون جو نہ اٹھ سکا وہ حجاب ہون
مجھے غیر سمجھین نہ اہل دل ہمہ تن اگرچہ حجاب ہون

جو نہان ہے میری نظر سے بھی مین اسی کی رخ کی نقاب ہون
نہ کسیکے دل کا سرور ہون نہ کیسی کی آنکھ کا خواب ہون

جو اُجڑ گئی وہ بہار ہون جو اتر گیا وہ شباب ہون
نہ تعلقات کی حد کوئی نہ توقعات کا کچھ شمار

جو کبھی سمجھ مین نہ آسکے وہ مین ایک فرد حساب ہون
نہ صدائے بلبل خوش بیان نہ سرود بزم پری رخان

جو بھرا ہے نغمۂ درد سے وہ مین ایک تار رباب ہون

ازل کے دن جنھین لیکر چلے تھے تیری محفل سے
وہ شعلے آجتک لپٹے ہوے ہین دامن دل سے

مجھے اب خوف ہی کیا ہجر مین تنہائی دل سے
ہزارون محفلین لیکر اٹھا ہون تیری محفل سے

رخ رنگین کے جلوے کب نکل سکتے ہین اس دل سے
یہ وہ موجین نہین ہین جو جدا ہو جائین ساحل سے

یہ عالم ہی ہجوم شوق مین بیتابیِ دل سے
کہ منزل پر پہنچکر بھی اڑا جاتا ہون منزل سے

فلک پر ڈوبتے جاتے ہین تارے بھی شب فرقت
مگر نسبت کہان انکو مرے ڈوبے ہوے دل سے

نگاہین قیس کی اٹھتی ہین جوش کیف مستی مین
ذرا ہشیار رہنا ساربان لیلے کی محفل سے

وہی سب بن گئین نقش و نگار صفحۂ ہستی
اڑی تھین جسقدر چھینٹین مرے خونابۂ دل سے

کیا یہ کیا کہ راز عشق سب پر کر دیا افشا　　ہمین کہنا جو تھا کہتے زبان شمع محفل سی
کرےگا قیس اب کیا سامنا اس وحشت دل سی　　جرس فریاد کرتا ہی مرے شور سلاسل سی
سمجھکر پھونکنا اسکو ذرا ای داغ ناکامی　　بہت سے گھر بھی ہین آباد اس اجڑی ہوے دل سی
محبت مین قدم رکھتے ہی گم ہونا پڑا مجکو　　نکل آئین ہزارون منزلین ایک ایک منزل سی
قیامت کیا، کہان کا حشر، کیسا دیر کیا کعبہ　　یہ سب ہنگامے برپا ہین مرے اک مضطرب دل سی
بیان کیا ہون یہانکی مشکلین، بس مختصر یہ ہے　　وہی اچھے ہین کچھ جو جسقدر رہین دور منزل سی
بڑھی جب وحشت دل گر پڑینگی آپ زنجیرین　　ترے دیوانے ڈرتے ہین کہین قید سلاسل سی
ہجوم یاس ایسا، کچھ نظر آتا نہین مجکو　　وفور شوق یہ آگے بڑھا جاتا ہون منزل سی
نظر آے نہ کیونکر رقص مین ہر ذرہ صحرا　　غبار قیس ملنا چاہتا ہے اٹھ کے محمل سی
محبت مین ضرورت ہی تلاش غیر کی کیا تھی　　اگر ہم ڈھونڈھتے نشتر بھی ملجاتا رگ دل سی
بدن سی جان بھی ہو جائیگی رخصت جگر لیکن　　نہ جائیگا خیال حضرت اصغر مرے دل سی

یہی ہے سب سے بڑھکر محرم اسرار ہو جانا　　میسر ہو اگر اپنا ہمین دیدار ہو جانا
نمایان چرخ پر دہ صبح کے آثار ہو جانا　　یکایک غیر وہ رنگ رخ بیمار ہو جانا
محبت مین کہان ممکن ذلیل و خوار ہو جانا　　کہ پہلی شرط ہے انسان کا خوددار ہو جانا

کھلے گا چارہ گر پر رازِ غم کیا درد کے ہوتے　　کہ آتا ہے اوسی خود نبض کی رفتار ہو جانا
ہوا کا اُسطرف اُنکی نقاب رُخ اُلٹ دینا　　ادہر اک اک لہو کی بوند کا سرشار ہو جانا
اثر لینا تھا ہمکو ہر ادا ے حسن سے انکی　　مگر لازم نہ تھا رسوا سر بازار ہو جانا
گرین ہر ہر قدم پر بجلیان راہ محبت مین　　بڑی مشکل سے آیا طالب دیدار ہو جانا
اُدھر دامن کسی کا جھاڑ کر محفل سے اُٹھ جانا　　ادہر نظرون مین ہر ہر چیز کا بیکار ہو جانا
وصال و ہجر کے جھگڑون نے فرصت ہی ندی ورنہ　　مآل عاشقی تھا روح کا بیدار ہو جانا
زبان گو چُپ ہوئی دلمین تلاطم ہو وہی برپا　　نہ آیا آجتک محو خیال یار ہو جانا

کہان ممکن تھا اس چشم عنایت کا ادہر ہونا　　مگر کام آگیا میری فغان کا بے اثر ہونا
بجز اک جلوہ دلدار سب سے بے خبر ہونا　　اسی کو کہتے ہین شاید محبت کی نظر ہونا
مدد بھی ہمصفیران چمن کرتے تو کیا ہوتا　　مقدر مین تو لکھا تھا مرا بے بال و پر ہونا

بس اک نظر کا دہوکا ہے بس اک آنکھو کا پردا ہے　　نہ مجنون کوئی مجنون ہے نہ لیلی کوئی لیلی ہے
ہوس نا کی خیال غیریت ہی کا نتیجہ ہے　　جو یہ پردا بھی اُٹھ جائے تو سب اپنا ہی اپنا ہے
سمجھ مین جو نہ آئے اور بے سمجھے نہ رہنے دے　　اسی کا نام شاید عشق مین نام تمنا ہے

یہی تو فرق ہی بس کافر و مومن مین ای غافل — کہ اسکے لاکھ کعبے ہین اور اسکا ایک کعبہ ہے
وہ آئے تو عیادت کو مریضِ عشق کی لیکن — جُھکی جاتی ہین نظرین شرم سے اور دل دھڑکتا ہے

متفرق اشعار

ہر آلِ کار فنا یہی کہ نہین کا رنگ عیان رہے — نہ نظر ہماری نظر رہے نہ زبان ہماری زبان رہے
مرے عشقِ سحر طراز نے بہت انکے جلوے دکھاوے — مگر ایسے لاکھون ہی حسن تھی جو نظر سے پھر بھی نہان رہے

کیا کرونگا اب بہارِ روئے جانان دیکھکر — محوِ حیرت ہون خود اپنا حسنِ پنہان دیکھکر

جو لوگ ہین کسیکی تمنا لیے ہوے — دنیا سے اک الگ ہین وہ دنیا لیے ہوے

آنکھون مین بند جلوۂ جانان کیے ہوے — جاتا ہون ذرّے ذرّے کو حیران کیے ہوے

مشروط نگاہِ ساقی کی تحریک پہ جسکا پینا ہی — بس اُسیکا ساغر ساغر ہی بس اُسیکا مینا مینا ہی

بھلا کر خود کو غافل رحم کا تو مستحق ہوگا — کہ گل بوٹے بھی بنجائینگے جب سادہ ورق ہوگا

ہراک داغ فرقت کا دہونا پڑا — اُنہین بھی مرے ساتھ رونا پڑا

چشم امید مین ہے جان ابھی تھوڑی سی — ابھی دُھندلا سا اُجالا نظر آتا ہے مجھے

پاسِ ادب سے چُھپ نہ سکا راز عشق کا — جس جا تمھارا نام سُنا سر جُھکا دیا

تصور مین یہ کسکا جلوۂ مستانہ آتا ہے — کہ ہر آنسو لیے ہمراہ اک پیمانہ آتا ہے

قربان مین اپنے سوزِ محبت کی شان پر — دل مین جو آبلے تھے وہی ہین زبان پر

حال وحشت مین ہوا یہ ترے دیوانونکا — جیب چھوٹی تو گریبان لیے بیٹھے ہین

پیکے خط اُنکا کیا ضبط بہت کچھ لیکن — تھرتھراتے ہوے ہاتھون نے بھرم کھولدیا

لحظہ بھر جل لیے پروانے تو کیا حاصل ہی
شمع جس شان سے جلتی ہی بہت مشکل ہی

نہ رہا کیا کوئی دیوانون مین
خاک اُڑتی ہے بیابانون مین

رہ گئی آہ اب افسانون مین
مے۔ نہ شیشون مین نہ پیمانون مین

اُٹھ گیا کیا جگر نکتہ سرا
شور برپا ہے غزلخوانون مین

دم اظہار سوزِ پنہانی
شعلے میری زبان سے اُٹھے

اُنسے تو عنایت کی نظر کی نہین جاتی
اور دل کی یہ حالت ہی کہ دیکھی نہین جاتی

قید قفس مین یاد بہار آتی ہے مجھے
نشتر بنے ہوئے ہین پروبال آجکل

سوزِ غم ہجر بجھ نہ جائے
دھندلا سا چراغ بیکسی ہے

حسرت کا لہو بھرا ہے جس مین
وہ جام ہون دور آخری کا

سفاک چتونین بھی ہین قاتل نظر بھی ہی ‏ کیا چیز ہو گئے ہو تمھین کچھ خبر بھی ہے

یہ سوز نہان نہین ہے دل مین ‏ جلتا ہے چراغ بیکسی کا

ہستی کے نکات پوچھتا ہے ‏ غافل تجھے اپنی بھی خبر ہی

دم اخیر بھی یہ اُنکا احترام ہوا ‏ اُٹھے نہ ہات تو آنکھون ہی سی سلام ہوا

مین تو رکھون ہزار پہلو مین ‏ کب دل ناصبور رہتا ہے
عشق مرنے پہ بھی نہین مٹتا ‏ یہ تعلق ضرور رہتا ہے

الفت کے مسائل پہ زبان کھول رہا ہون ‏ خاموش نہ سمجھو مجھے مین بول رہا ہون

سحر تک شمع نی محفل مین جل بجھنے کی ٹھانی ہی ‏ ہمین یہ دیکھنا ہی خاک ہو جاتے ہین ہم کبتک

سحر ہونیکو ہی اب کوئی دم مین خاک ہوتا ہون　　گھڑی بھر اور میرا داغ حسرت دیکھتے رہیے

کسیکے جلوۂ مستانہ نے حالت یہ کردی ہی　　کہ خاک دل کی ذرہ ذرہ مین نئی اک روح بھر دی ہی

سمجھے تھے جسے ہم - آرزو ہے　　معلوم یہ اب ہوا کہ تو ہے

کوئی مری یاس کو نہ چھیڑے　　ناکام کا کام کر چکی ہے

آنسوؤن کی کمی نہین کوئی　　کچھ سبب تھا کہ آنکھ تر نہوئی

صیاد اگر ہو سننا شوخی مری زبان کی　　رکھدے قفس مین لاکر اک شاخ آشیان کی

ذرا تو آنکھ کھلے عقل مین شعور آئے　　ہم اپنے آپے مین آئین تو وہ ضرور آئے

مجھسے اُلٹا نہین شکوہ ہی ستمگاری کا　　اے جنون خواب کا عالم ہی کہ بیداری کا

پردے اُلٹ دیے تھے محبت کے جوش نے　　کھویا مگر مجھے مرے تمکین و ہوش نے

لب پہ نالہ نہین شکوہ نہین فریاد نہین　　پھر بھی فرماتے ہین تو لایق بیداد نہین
اتنا معلوم ہے اُس چہرے سے اُٹھی تھی نقاب　　آگے کیا جان پہ گذری مجھے کچھ یاد نہین

تاثیرِ سوزِ عشق سے بچنا محال ہے　　ایسی لگے یہ آگ کہ دیکھا کرے کوئی

پیری بھی تمام ہونے آئی　　دن ڈھل چکا شام ہونے آئی

نہ وہ دل نہ تن مین وہ جان رہگئی　　فقط ایک زبان ہی زبان رہ گئی
نہ اب قیس باقی نہ لیلیٰ مگر　　زبانون پہ اک داستان رہ گئی
نہ جانے کہا گل نے بلبل سے کیا　　کہ وہ اُڑ کے تا آشیان رہ گئی

روح کہتی ہوئی نکلی یہ تنِ لاغر سے　　اب مجھے روکنے والی کوئی زنجیر نہین

جذبۂ دل صرف جتنا بے محل ہوتا گیا — اسقدر ذوقِ نظر بھی مبتذل ہوتا گیا
تنگ اتنا دامنِ فکر و عمل ہوتا گیا — زندگی بھر آجکل ہی آجکل ہوتا گیا

کیا جانئے کب تک مجھے فرقت مین کل آئے — دلکو ابھی روکا تھا کہ آنسو نکل آئے

وہ چہرہ ہے پرنور کہ اللہ کی قدرت — وہ آنکھ ہے مخمور کہ حافظ کی غزل ہے

دے چکے جب دل تو کیا خوفِ شہرت ہو تو ہو — اب یہ سر جائے تو جائے اور قیامت ہو تو ہو
دل کہاں پہلو مین دل تو کر چکے پہلے ہی نذر — یہ جو کچھ بیچین سا ہے دردِ فرقت ہو تو ہو

مسرور وقتِ نزع جو بیمار ہو گئے — کیا جانے کیا اشارون مین اقرار ہو گئے
ترکِ خودی سے مائلِ پندار ہو گئے — آزاد ہوتے ہوتے گرفتار ہو گئے

کہنے سُننے کی غمِ عشق مین حاجت نہین کچھ — آنکھ سے ٹپکیگی دل مین جو محبت ہوگی

لطف تشہیر مصور رہے تشہیر کے ساتھ　　کھینچدے درد بھی میرا مری تصویر کے ساتھ
حاصل دشت نوردی ہین یہ آدست جنون　　آبلے ٹوٹ نہ جائین کہین زنجیر کے ساتھ

اللہ اللہ رے یہ عالم عشق کی تاثیر کا　　اب مری صورت پہ ہوتا ہی گمان تصویر کا

گذشتہ واقعات کے اثر کا ایک حال ہر　　اُدہر بھی کچھ خیال ہر ادہر بھی کچھ خیال ہر
بہشت وکوچۂ بتان ہین فرق کچھ نہین مگر　　وہ نقل ہر یہ اصل ہر وہ قال ہر یہ حال ہر

دل جگر دونون کے دونون ہنگئی تصویر عشق　　اک سراپا آرزو ہے اک سراپا درد ہے

غم بھری جان تو ارمان بھرا دل لیکر　　ہم اُٹھے بھی تری محفل سے تو محفل لیکر
داغ ابتک دلِ پرسوز کے ٹھنڈے نہوے　　شمع رخصت بھی ہوئی رونق محفل لیکر
ہچکیان آئین کہ آنے لگا ہونٹون کو جگر　　یہ وہ ہے قافلہ چلتا ہے جو منزل لیکر

کہان وہ دن گئے یارب کہ تھی شکیبائی　　نظر مین پھرتی ہے صبر و قرار کی صورت

گرے تو گر پڑے آنسو کیطرح آنکھون سے　　اُٹھے تو دردِ دل بیقرار کی صورت
سے گئے جو دلسے تو دلکو خزان بنا کے گئے　　جو آئے دل مین تو آئے بہار کی صورت

مین ہوا ہشیار جتنا مجھ سے وہ غافل ہوا　　دل سراپا غم بنا جب مین سراپا دل ہوا
ہائے وہ بیتابیان جب وہ بھی غش کھا کر گرے　　ہاے وہ مایوسیان بیمار جب غافل ہوا

مثنوی حقیقت سیرو

میرا نہین غیر کوئی محرم | سب مجھ مین ہے کائناتِ عالم
غنچون مین نہان ہین میرے اسرار | پھولون سے عیان ہین میرے انوار
ذرون مین چمک ہی میرے دم کی | قطرون مین جھلک ہی میرے دم سے
ہر بام سے ہے کوہ طور میرا | عالم پہ محیط نور میرا
ہے جسم مین سب کے جان مجھ سے | وابستہ ہے کل جہان مجھ سے
مین جسم بھی اور جان بھی ہون | مین دل بھی ہون مین زبان بھی ہون
یعنی یہ جہان نہین ہے مین ہون | یہ کون دکھان نہین ہی مین ہون
کعبہ کی مرے سبب سے بنیاد | بتخانہ مرے قدم سے آباد
ناقوس کہین کہین اذان مین | نغمہ ہون کہین، کہین فغان مین
ہر قلب مین ہے مقام میرا | فیضان ہے سب پہ عام میرا
حسن ایک نگاہِ ناز میری | عشق اک صفت نیاز میری
دریا مری چشم تر سے پیدا | صحرا مری خاک در سے پیدا
کیا انکا بیان کرین زبانین | محدود نہین ہین میری شانین

ہوش و خرد و ہوس سے باہر — ہین اِنکی ہون دسترس سے باہر
اک بحر ہے میرے ظرف مین گم — کن میرے ہر ایک حرف مین گم
خود موت ہون خود حیات ہو نین — خود ذات ہون خود صفات ہو نین
سب اصل و مجاز میرے اندر — کونین کا راز میرے اندر
کھلنے پہ جو آئین میرے اسرار — اوراق ہون دو جہان کے بیکار
اک بات مین سیکڑون ترنم — اک چپ مین ہزار ہا تکلم
چہرے سے جو مین نقاب اُٹھا دون — پروانون کو شمع سے چھڑا دون
دامن کو اگر نچوڑ دون مین — دریا کا غرور توڑ دون مین
احساس کی آنکھ سے ہون مستور — ادراک کی سرحدون سے ہون دور
کیونکر ہون مرے شمار عالم — ہر سانس مین ہین ہزار عالم
جنت بھی ہون مین ہی مین ہی دوزخ — پیدا ہین ہزار مجھ سے برزخ
شاہد ہو نین خود ہی خود ہی مشہود — خود عبد ہون اور خود ہی معبود
لیکن بخدا- خدا نہین ہون — اس کفر مین مبتلا نہین ہون
یہ شانِ عبودیت ہے میری — خود ذات مری صفت ہے میری
پابند شریعت بھی ہون — خاکِ درِ دولت غنی[1] ہون

---

[1] حضرت مولٰنا سید قاضی عبدالغنی شاہ صاحب منگلوری مدظلہٗ